بسم اللہ الرحمن الرحیم

Regd. S. No 1411

پوسٹ بکس نمبر ۹۳۷۴

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۴۱۱

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا روزنامہ

الفضل

فی پرچہ ۱

منگل

۸ ربیع الثانی ۱۳۷۳ھ

ایڈیٹر:- عبد القادر بی۔ اے

جلد ۶ | ۱۵ فتح ۱۳۳۲ ھش - ۱۵ دسمبر ۱۹۵۳ء | نمبر ۲۱۴

مشرقی بنگال میں دفاعی انتظامات کو مضبوط کیا جائے گا اور بنگلہ کو سرکاری زبان کی حیثیت دی جائیگی

تمام شہریوں کے لئے طبی سہولتیں مہیا کی جائیں گی - صوبہ مسلم لیگ کا انتخابی منشور

میمن سنگھ ۱۴ دسمبر۔ کل رات مشرقی بنگال مسلم لیگ کے کارکنوں کی کانفرنس نے صوبہ مسلم لیگ کا انتخابی منشور منظور کیا۔ اب اس منشور کو آخری شکل دی جا رہی ہے۔ تاکہ اسے شائع کیا جا سکے۔ معلوم ہوا ہے کہ انتخابی منشور میں جو وعدے کئے گئے ہیں۔ ان میں یہ امور بھی شامل ہیں۔ صوبہ کا دفاعی انتظام مضبوط کیا جائے گا بری بحری اور فضائی فوج کی ٹریننگ کے الگ الگ ادارے قائم کرنے کے علاوہ سکولوں اور کالجوں میں بھی فوجی تعلیم کا انتظام کیا جائے گا قرآن و سنت کے مطابق اسلامی اصولوں کو قائم کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اس سلسلے میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے قیام کے لئے ایک علیحدہ ادارہ قائم کیا جائیگا۔ ثقافت کا مناسب انتظام کیا جائے گا۔ منشور میں یہ بھی یقین دلایا گیا ہے کہ صوبہ مسلم لیگ شہری آزادی کا تحفظ کرے گی تمام شہریوں کے لئے معقول طبی سہولتیں بہم پہنچائی جائیں گی۔ اور بنگلہ کو بھی سرکاری زبان کی حیثیت حاصل ہوگی۔

اگر مسئلہ سویز کو فوری طور پر حل نہ کیا گیا تو خطرہ ہے کہ کہیں اختلافات کی خلیج پھر وسیع نہ ہو جائے

لنڈن میں وزیر خارجہ پاکستان آنریبل چوہدری محمد ظفر اللہ خان کا بیان

لنڈن ۱۴ دسمبر۔ وزیر خارجہ پاکستان چوہدری محمد ظفر اللہ خان نے جو نیویارک سے کراچی واپس جاتے ہوئے آجکل یہاں مقیم ہیں کل پھر اس امر پر زور دیا کہ سویز کے قضیہ کا جلد از جلد حل ہو جانا ضروری ہے۔ آپ نے ڈان کے نامہ نگار کو ایک بیان دیتے ہوئے بتایا کہ اس بارے میں مصر اور برطانیہ کے درمیان اختلافات بہت تھوڑے رہ گئے ہیں۔ اور اب تصفیہ کا ہو جانا چنداں مشکل نہیں ہے۔ لیکن آپ نے متنبہ کیا کہ اگر مسئلہ سویز کو فوری طور پر حل نہ کیا گیا تو اس امر کا امکان ہے کہ کہیں اختلافات کی خلیج پھر وسیع نہ ہو جائے۔ اور دونوں ایک دوسرے سے پھر دور چلے جائیں۔

وزیر خارجہ یہاں سے پیرس روانہ ہو رہے ہیں۔ وہاں سے آپ روم اور دمشق ہوتے ہوئے کراچی آ جائیں گے۔ پرسوں ہفتہ کے روز آپ کیمبرج یونیورسٹی تشریف لے گئے۔ اور وہاں پاکستانی طلباء سے ملاقات کی۔ آپ جنرل اسمبلی کے اجلاسوں میں شرکت کرنے کے بعد گزشتہ جمعرات کو یہاں آئے تھے۔ لنڈن میں آپ نے امور تعلقات دولت مشترکہ کے برطانوی وزیر لارڈ سوئنٹن اور امور خارجہ کے منسٹر آف سٹیٹ سیلون لائڈ سے علیحدہ علیحدہ ملاقاتوں میں تبادلہ خیالات کیا۔

اگر مصر اور برطانیہ کا سمجھوتہ ہو گیا تو....؟

حکومت اسرائیل کا اضطراب

لنڈن ۱۴ دسمبر۔ برطانوی دفتر خارجہ کے ایک ترجمان نے انکشاف کیا ہے کہ حکومت اسرائیل نے اس امر سے متعلق کہ اگر علاقہ سویز کے مستقبل کے بارے میں مصر اور برطانیہ کے درمیان کوئی سمجھوتہ ہو گیا۔ تو اس کا اثر اسرائیل پر کیا پڑے گا۔ کچھ تجاویز بھیجی ہیں۔ ترجمان نے کہا آجکل برطانوی حکومت ان تجاویز پر غور کر رہی ہے۔

اسرائیل کی امداد کیلئے امریکہ میں گیارہ کروڑ ڈالر جمع کرنے کی اپیل

نیویارک ۱۴ دسمبر۔ پچھلے دنوں امریکی یہودیوں کی سہ روزہ قومی کانفرنس کے اختتامی اجلاس میں اعلان کیا گیا تھا۔ کہ حکومت اسرائیل کی امداد کے لئے گیارہ کروڑ [illegible] ہزار ایک سو پچاس ڈالر کا ایک فنڈ اکٹھا کیا جائے گا۔ چنانچہ "متحدہ یہودی فنڈ" کی طرف سے زبردست چندہ کی ایک مہم جاری کی گئی ہے۔ [illegible] منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے یہ رقم جمع کی جا رہی ہے۔ ان میں تیس ہزار [illegible] بستیوں کی تعمیر۔ چالیس ہزار امیگرنٹس کے لئے [illegible] کا بندوبست مستقل آبادکاری سے قبل ایک لاکھ یہودی پناہ گزینوں کی امداد اور یورپ و شمالی افریقہ سے مزید ۲۰ ہزار یہودیوں کی اسرائیل میں منتقلی کے انتظامات شامل ہیں۔

ٹوکیو ۱۴ دسمبر۔ جاپان کے ایک جزیرہ میں کوئلہ کی کانوں کے ۲۲ ہزار مزدوروں نے ہڑتال کر دی ہے۔ ان کا مطالبہ ہے کہ انہیں سالانہ بونس دیا جائے۔

ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی اور میجر جنرل محمد اعظم خاں کے بیانات

کراچی ۱۴ دسمبر۔ فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں پاکستان کے وزیر تعلیم آنریبل ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی بدھ کے روز ۱۶ دسمبر کو بیان دیں گے۔ وہ منگل کی شام کو لاہور پہنچ جائیں گے۔ اسی طرح میجر جنرل محمد اعظم خاں جو لاہور میں مارشل لاء کے ناظم اعلیٰ تھے اگلے دن ۱۷ دسمبر کو عدالت میں پیش ہوں گے۔

امریکہ مصر پر دباؤ ڈال رہا ہے

قاہرہ ۱۴ دسمبر۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ امریکہ نے مصر پر واضح کر دیا ہے۔ برطانیہ مسئلہ سویز کے متعلق اسے مزید مراعات دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔ لہذا مصر کو برطانیہ کی موجودہ پیشکش کو ہی منظور کر لینا چاہیئے۔

انڈونیشیا کے احمدی احباب اخلاص و قربانی میں کسی سے کم نہیں ہیں

انہوں نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا ہے کہ انشاءاللہ تعالیٰ کی راہ میں ان کا قدم پیچھے نہیں ہٹے گا

دعوت عصرانہ میں مبلغ انڈونیشیا مکرم سید شاہ محمد صاحب کی تقریر

کراچی ۱۴ دسمبر کل شام جماعت احمدیہ کراچی کی طرف سے انڈونیشیا کے مبلغ اسلام مکرم جناب سید شاہ محمد صاحب کے اعزاز میں دعوت عصرانہ کا اہتمام کیا گیا جس میں مجلس عاملہ کے اکثر اراکین اور بعض دیگر احباب جماعت نے شرکت کی اس موقعہ پر انڈونیشیا میں تبلیغ اسلام کے ایمان افروز حالات بیان کرتے ہوئے مکرم جناب شاہ محمد صاحب نے اس امر پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے اپنے فضل اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی توجہ خاص کے نتیجہ میں وہاں ایک ایسی جماعت عطا فرمائی ہے۔ کہ جو دینی غیرت اور اخلاص و قربانی کے اعتبار سے نہایت اعلیٰ مقام پر فائز ہے۔ آپ نے فرمایا بعض اوقات ان لوگوں کو صبر آزما ابتلاؤں میں سے گزرنا پڑا ہے۔ اور تکالیف بھی اٹھانی پڑی ہیں۔ لیکن ہر موقعہ پر انہوں نے اپنے عمل سے ثابت کر دکھایا کہ حالات کتنے ہی ناموافق کیوں نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کا قدم پیچھے نہیں ہٹے گا۔ دوران تقریر میں آپ نے وہاں کی احمدی بہنوں کے دینی جذبے کو بھی سراہا۔ اور فرمایا اگرچہ اس ملک میں پردے کا رواج نہ ہونے کے برابر ہے۔ اور عورتیں دینی علوم سے بھی کما حقہ واقف نہیں ہیں۔ تاہم اگر ہماری بہنوں کو تعلیم و تربیت کے وہ مواقع میسر آ جائیں جو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی براہ راست نگرانی میں یہاں کی جماعتوں کو حاصل ہیں۔ تو پھر وہ یقیناً پاکستان اور ہندوستان کی احمدی خواتین سے بھی سبقت لے جائیں۔ اور دنیا کو بتا دیں کہ وہ اپنی کم مائیگی کے باوجود دینی ذوق اور خدمت اسلام کے میدان میں کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور نظام سلسلہ سے وہاں کی جماعت کی والہانہ محبت و عقیدت کا ذکر کرتے ہوئے شاہ صاحب موصوف نے بتایا کہ جب وہاں کی جماعت کو علم ہوا کہ میں رخصت پر پاکستان جا رہا ہوں تو بعض احباب اور مستورات دور دراز سے سفر کرتے ہوئے بعض تحائف لے کر میرے پاس پہونچے اور کہا کہ یہ "حقیر تحائف" ان کی اور ان کی جماعتوں کی طرف سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اور دیگر بزرگوں کی خدمت میں نذرانہ عقیدت کے طور پر پیش کر دیئے جائیں۔ آپ نے جماعت کو یہ خوشخبری بھی سنائی کہ وہاں کوئی چھوٹی سے چھوٹی جماعت بھی ایسی نہیں ہے۔ کہ جس کی اپنی مسجد نہ ہو۔ نوجوانوں

(باقی صفحہ ۲ پر)

سلسلہ احمدیہ کی خبریں

ربوہ ۱۰ دسمبر (بذریعہ ڈاک) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت پہلے کی نسبت اچھی ہے الحمدللہ احباب صحت کاملہ کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

عبد القادر پرنٹر و پبلشر نے آرٹ پریس میں طبع کرا کر دفتر المصلح میگزین لین کراچی سے شائع کیا۔

روزنامہ المصلح کراچی
۱۵ ارفتح ۱۳۳۲ھ

دنیائے عیسائیت اور توحید

(۲)

"المصلح" کی گزشتہ اشاعت میں ہم نے بتایا ہے کہ مغربی ممالک خاص کر امریکہ میں بہت سی تحریکیں پیدا ہوگئی ہیں جو عیسائیت میں رہ کر اب توحید باری تعالےٰ پر زور دینے لگ گئی ہیں اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو نہ تو عام معنوں میں اللہ کا بیٹا اور نہ خدا مانتی ہیں۔ بلکہ ان کو ایک خدا رسیدہ انسان ہی تصور کرتی ہیں۔ چنانچہ ہم نے ایک کتاب سے جو واچ ٹاور بائیبل اینڈ ٹریکٹ سوسائٹی کی شائع کردہ ہے کچھ ایسے حوالے پیش کئے ہیں۔ اور اس سوسائٹی کے معتقدات کا مختصراً ذکر کرکے آخر میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ ابھی تک ان لوگوں میں خالص توحید کا وہ تصور پیدا نہیں ہوا۔ جس کی تعلیم قرآن کریم اور سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔

بات یہ ہے کہ گو نظری طور پر یہ لوگ اللہ تعالےٰ کی توحید کے قائل ہیں اور اسلام سے متاثر ہوکر وہ اب اعلانیہ تثلیث کی مخالفت کرتے ہیں۔ اور یہاں تک کہنے کو تیار ہیں کہ یوحنا کے پہلے خط کے پانچویں باب کی آیت ۷۔۸ میں جو تثلیث کا ذکر ہے وہ الحاقی ہے مگر ابھی تک مروجہ عیسائیت کا اثر ان کے ذہنوں سے بالکل زائل نہیں ہوا۔ اور وہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو آپ کی صحیح پوزیشن میں اب بھی نہیں دیکھ سکتے۔ اور نہ وہ ابھی ان توہمات اور شاعرانہ خیالی باتوں سے پوری آزادی حاصل کرسکے ہیں۔ جو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی پیدائش زندگی آپ کے مصلوب ہونے اور اس واقعہ کے بعد کی زندگی کے متعلق ان کی ذات کے گرد لپیٹ دی گئی ہیں۔

بے شک مذکورہ سوسائٹی کا اعتقاد تو نہیں ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام مادی جسم کے ساتھ آسمان پر چڑھے تھے۔ مگر وہ واقعی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ آپ واقعی صلیب پر وفات پا گئے تھے اور آپ کا جسم تو قبر میں رہ گیا تھا۔ مگر آپ روح کی صورت میں دوبارہ زندہ ہوگئے تھے۔ اور اس کے بعد آپ مختلف شکلیں اختیار کرتے رہے۔ اور اپنے ماننے والوں پر ظاہر ہوتے رہے۔ تاآنکہ چالیس دن کے بعد آپ (یعنے آپ کی روح) آسمان پر صعود فرما گئے تھے اور جیسا کہ اس کتاب اور اس سوسائٹی کے دوسرے لٹریچر میں دعوےٰ کیا گیا ہے۔ روح کی صورت میں از سر نو دنیا میں تشریف لے آئے ہیں۔ اور سعید روحوں کا وہ دور لانے کے لئے مدد گار ہے جس کو اللہ تعالےٰ کی بادشاہت کہا جاتا ہے۔

اس سوسائٹی کا یہ اعتقاد ایسا نہیں ہے جو تمام روحوں پر حاوی ہو۔ یہاں تک کہ عام سعید روحوں کا تو کیا ذکر انبیاء علیہم السلام کی روحوں پر بھی حاوی نہیں۔ بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح کے ساتھ مختص ہے۔ ان کے خیال کے مطابق اس نئے دور کا آغاز ۱۹۱۲ء سے ہوتا ہے اور یہی وقت گویا دنیا میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی روح کے دوبارہ نزول کا ہے۔

اس مختصر سے نوٹ میں ہم اس تمام استدلال میں جانا نہیں چاہتے۔ جس سے اس سوسائٹی نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی روح کے دوبارہ نزول کی تاریخیں متعین کی ہیں۔ یہاں ہم جس بات کو واضح کرنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ اس سوسائٹی کا یہ اعتقاد کہ اسی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی روح دوبارہ دنیا میں نازل ہوئی ہے اسلامی عقیدۂ توحید کے خلاف ہے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی صفت خالقیت مطلق کو مشتبہ بناتی ہے اور اس کی سنت قدیمہ کے منافی ہے۔

ہمیں ان تاریخوں پر جو اس سوسائٹی کے لٹریچر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دوبارہ نزول کے متعلق انبیاء علیہم السلام کی پیشگوئیوں سے حساب لگا کر متعین کی گئی ہیں۔ اس وقت کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ہمیں جو اعتراض ہے وہ ان کے اس اعتقاد پر ہے کہ اسی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی روح دوبارہ دنیا میں نازل ہوئی ہے۔ جو آج سے تقریباً ۲ ہزار سال پہلے بنی اسرائیل بنا کر مبعوث کئے گئے تھے۔

اگر اس بات کو تسلیم کرلیا جائے کہ انہیں مسیح علیہ السلام کی روح دوبارہ نازل نہیں ہوسکتی۔ جو آج سے ۲ ہزار سال پہلے رسول بنا کر مبعوث کئے گئے تھے۔ تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس سوسائٹی کا یہ احساس کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نازل ہو چکے ہیں۔ آیا اس میں بھی کچھ حقیقت ہے یا نہیں۔ ہماری ذاتی رائے ہے کہ ان کا یہ احساس واقعی ایک حقیقت رکھتا ہے۔ کیونکہ جو زمانہ وہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی روح کے نزول کا متعین کرتے ہیں۔ وہی زمانہ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کے ظہور کا زمانہ ہے۔

اور ہمیں یقین ہے کہ آپ کے ظہور کے روحانی اثر سے ہی ان لوگوں کی توجہ اس طرف پھیری گئی ہے۔ مگر عیسائیت اور انجیل کی تشبیہی زبان حقیقت کو پوری طرح پالینے میں ان کے راستہ میں حائل ہوگئی ہے۔

اس سوسائٹی کی شاخیں جیسا کہ ہم نے کل بیان کیا تھا تمام دنیا پر پھیلی ہوئی ہیں خود پاکستان میں بھی ان کا بہت بڑا مرکز قائم ہے۔ اور بڑے زور شور سے اس کی تبلیغ کرنے میں مصروف ہے۔

باوجود ان غلطیوں کے جن میں محرف شدہ بائیبل کے بھی غلط مطالعہ کی وجہ سے یہ لوگ مبتلا ہیں یہ حقیقت ہے کہ وہ اسلام کے بہت قریب آچکے ہیں۔ اب یہ کام مسلمانوں کا ہے کہ وہ انہیں ان غلطیوں سے نکالیں۔ اور اسلام کی جاودانی تعلیم سے واقف کریں۔ تاکہ وہ اللہ تعالےٰ کے فرستادہ آخری اور مکمل دین کو قبول کرکے اس ارتقاء حیات کے حصول میں ممد و معاون ثابت ہوں جس پر اسلام تمام دنیا کو لانا چاہتا ہے۔

عام مسلمانوں سے بھی بڑھ کر یہ فرض جماعت احمدیہ پر عائد ہوتا ہے۔ کہ وہ ایسی تحریکوں کی جو مغرب خاص کر امریکہ میں پیدا ہو رہی ہیں۔ اور جو اسلام سے اس قدر قریب آگئی ہیں راہ نمائی کریں۔ اور ان کو حقیقی توحید کی چاشنی سے جو قرآن کریم اور سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ نے اپنے قول و فعل سے دنیا کے سامنے پیش کی ہے آشنا کریں۔

جیسا کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپنے خطبہ جمعہ میں تحریک جدید کے دور ثانی کے دفتر اول سال اول اور دفتر دوم کے سال ۱۹ کے آغاز کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا ہے

"جس خدا نے آسمان سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل کرکے مسلمانوں کو نماز پڑھنے کی تلقین فرمائی۔ جس خدا نے آسمان سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل کرکے مسلمانوں کو زکوٰۃ کی تلقین فرمائی۔ جس خدا نے آسمان سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل کرکے مسلمانوں کو روزے کی تلقین فرمائی۔ جس خدا نے آسمان سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل کرکے مسلمانوں کو حج کی تلقین فرمائی۔ اسی خدا نے آسمان سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل کی کہ مسلمان کا فرض ہے۔ کہ وہ اسلام کی تعلیم کو دنیا کے کناروں تک پہونچائے اور کوئی روح ایسی باقی نہ رہے جس تک خدا تعالےٰ کا کلام پہونچ نہ جائے۔ اس نے اپنے کلام میں اس تعلیم کا نام جہاد رکھا۔ اور اپنے پیارے رسول کو مخاطب کرکے فرمایا وجاھدھم بہ جھادا کبیرا تو اس قرآن کے ذریعہ ساری دنیا کے لوگوں کے ساتھ جہاد کر۔"

"تحریک جدید بھی انیس سو سال تک جاری رہے گی۔ تحریک جدید نام تو تمہارے اندر ایک امنگ پیدا کرنے کے لئے رکھا گیا ہے ورنہ ہے یہ وہی چیز جو جاھدھم بہ جھادا کبیرا میں بیان کی گئی ہے۔ کہ تو قرآن کو لے کر ساری دنیا میں جہاد کر قرآن کریم میں متعدد جگہ لوگوں تک پہونچانے پھیلانے اور اس کی تبلیغ کرنے کے ارشاد آئے ہیں۔ اور ان کی تعداد کم نہیں۔ جیسے نماز روزہ اور زکوٰۃ کے لئے قرآن کریم میں احکام نازل ہوئے ہیں۔ ویسے جہاد روحانی اور تبلیغ اسلام کے متعلق بھی ارشادات نازل ہوئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی جو تعریف کی ہے وہ تھوڑی نہیں۔ ایک دفعہ آپ نے حضرت علی رض کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ اے علی رض یہ سامنے دونوں پہاڑوں کے درمیان جو وادی نظر آتی ہے۔ اگر اس وادی میں اونٹ اور گھوڑے بھرے ہوں۔ اور وہ سب اونٹ اور گھوڑے تجھے مل جائیں۔ تو یہ کتنی بڑی بات ہے۔ پھر فرمایا اگر تجھے اونٹ اور گھوڑے مل جائیں۔ تو اس سے بہت زیادہ یہ دولت ہے کہ کسی ایک انسان کو تیرے ذریعہ ہدایت مل جائے۔ دیکھو تبلیغ کرنے اور دوسروں کو ہدایت کی طرف لانے کی کتنی فوقیت اور عظمت ہے جو آپ نے بیان فرمائی ہے"۔

ہر احمدی کا اولین فرض ہے کہ وہ اشاعت اسلام کے لئے زندگی بھر ہر ممکن کوشش کرے۔ اس لئے سب سے زیادہ جماعت احمدیہ پر یہ فرض عائد ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ اس سے دوسرے مسلمانوں کی طرح بے خبر نہیں رکھی گئی۔ بلکہ شروع ہی سے اشاعت اسلام کی طرف اس کی توجہ مبذول کرائی گئی اور سچی بات تو یہ ہے کہ یہ جماعت کھڑی ہی اشاعت اسلام کے لئے کی گئی ہے۔ ورنہ اس کو کھڑا کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔

ماہوار تبلیغی رپورٹیں بھجوائیں

جن جماعتوں کی طرف سے ماہوار تبلیغی رپورٹیں موصول نہیں ہو رہیں۔ صدران جماعت مہربانی کرکے سیکرٹریان تبلیغ کو توجہ دلائیں۔ خود سیکرٹریان تبلیغ بھی اپنی ذمہ داری کو ادا کرنے کی طرف توجہ فرمائیں۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ)

انبیاء علیہم السلام

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام حضرت اسحاق علیہ السلام

(۲)

از مکرم مولوی خورشید احمد صاحب شاد

اسمٰعیل اسمع اور ایل سے مرکب ہے عبرانی میں ایل اللہ کے مترادف ہے اور عربی کے اسمع اور عربی کے شماع کے معنی ہیں سُن۔ چونکہ اسمٰعیل علیہ السلام کی ولادت کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کی دعا سن لی اس لئے آپ کا نام اسمٰعیل رکھا گیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ سے حضرت اسمٰعیل کے حالات پر بہت حد تک روشنی پڑ جاتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ میں آکر حضرت اسمٰعیلؑ کی معیت میں خانہ کعبہ کی از سر نو تعمیر کی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پتھر لا رہے تھے اور حضرت ابراہیم بنیادیں بلند کر رہے تھے آپؑ کا آبائی وطن سے بالکل بے سروسامانی اور کس مپرسی کی حالت میں نکل کر ارض موعودہ میں آنا اور پھر وہاں اللہ تعالیٰ کا بالکل ایسی حالت میں جبکہ ۹۵ فیصدی اولاد کی امید نہیں ہوتی بشر اولاد عطا فرمانا اور آپؑ کے وجود کو اس وادیٔ غیر ذی زرع کی آبادی کے لئے منتخب کر لینا۔ جو کسی وقت سب سے پہلا مرکز توحید رہ چکا تھا۔ اور پھر آپؑ کو اور آپؑ کی اولاد کو اللہ تعالیٰ کے سب سے پہلے گھر کی از سر نو تعمیر کی۔ توفیق بخشنا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ایسا لطف و احسان تھا۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی روح وجد کرنے لگی قلب گہرے تشکر و امتنان سے بھرپور تھا۔ اور جسم کا ذرہ ذرہ خدا کے حضور سر بسجود۔ رحمت خداوندی کے بحر زخار کو موجزن و متلاطم دیکھ کر بارگاہ ایزدی میں عرض کی۔

"اے ہمارے رب تو ہماری اس حقیر محنت کو قبول فرما اے ہمارے رب ہمیں اپنا کامل فرمانبردار بنا دے اور ہماری نسل میں سے بھی ایک گروہ ایسا ہو جو ہمیشہ تیرا فرمانبردار رہے۔ اور ہمیں اظہار عبودیت کے طریقے خود اپنی جناب سے سکھا۔ اور تو ہم پر رجوع برحمت ہو کیونکہ تیری ذات ہی اپنے بندوں پر بار بار فضل و رحم کرنے والی ہے۔ اے ہمارے رب اس بستی کے رہنے والوں میں انہی میں سے ایک ایسا زبردست رسول مبعوث فرما جو لوگوں کو تیرے احکام سنائے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے۔ اور ان کے قلوب کا تزکیہ کرے۔ اور افکار کی تطہیر یقیناً تو ہی ایسا کرنے پر قادر ہے۔ اور حکمت والا ہے۔" (البقرہ)

حضرت ابراہیمؑ نے جو قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کی راہ میں استقلال دکھایا اور بیش تسلیم و رضا کا مظاہرہ کیا۔ اسی کا نتیجہ تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تمام قربانیوں کی تحسین کی اور انہیں بطور انعام تمام دنیا کے لئے امامت کا مرتبہ عطا فرمایا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ میں ارشاد فرمایا:۔

"یاد کرو اس وقت کو جبکہ ابراہیم کو اس کے رب نے چند امور میں آزمایا اور وہ بھی اس میں پورا اترا۔ جب وہ ان امور میں پورا اترا تو خدا نے اسے فرمایا۔ کہ اے ابراہیم! میں تجھے تیری اس تسلیم و رضا کا یہ انعام دیتا ہوں کہ آج سے تمہیں تمام لوگوں کی امامت کا مرتبہ بخشتا ہوں۔ حضرت ابراہیم نے عرض کی۔ کہ بار خدایا میری اولاد کے متعلق کیا ارشاد ہے۔ کیا وہ بھی اس انعام میں شریک ہوں گے؟ فرمایا بیشک۔ لیکن جو ظلم و معصیت کی راہ اختیار کریں گے۔ وہ میرے اس عہد میں داخل نہیں ہوں گے صرف نیکوکار اور تسلیم و رضا کے پیکر اس عہد میں حصہ دار ہوں گے۔" (البقرہ)

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی انہیں دعاؤں کا نتیجہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل کو مقام نبوت سے سرفراز فرمایا۔ اور پھر آپؑ کی ذریت میں سے ہی نبی آخر زمان کے ذریعہ اس روحانی سلسلہ کی تکمیل کی جس کی بنیاد اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کے ذریعہ رکھی۔ اور جس کی مکمل داغ بیل حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپؑ کی ذریت کے ذریعہ ڈالی جا چکی تھی۔

خانہ کعبہ کی تعمیر اور قربانی کے واقعہ کے بعد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور آپؑ کی ذریت مستقل طور پر۔ وادی غیر ذی زرع میں آباد ہو گئی۔ اور اس قدر بڑھی کہ اس کے اردگرد کے بہت سے علاقوں پر بھی قبضہ کر لیا۔ آپؑ کی اولاد پر ایسا وقت بھی آیا۔ جبکہ اسے کعبہ کا ماحول چھوڑنا پڑا۔ لیکن بالآخر قریش کے ایک سردار نے غیر قبائل کو مکہ سے بھگا کر۔ بنو اسمٰعیل کو وہاں پھر سے آباد کیا۔ آپؑ کی اولاد میں سے۔ آپؑ کے دو بیٹوں نابتؑ اور قیدارؑ کو بہت شہرت حاصل ہوئی۔ اول الذکر کی اولاد اصحاب الحجر کہلائی اور ثانی الذکر کی اصحاب الرس۔ ان دونوں کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔

حضرت اسحٰق علیہ السلام

حضرت اسحٰق علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ ہجرت کے بعد کنعان میں۔ حضرت اسمٰعیلؑ کی پیدائش کے قریباً تیرہ سال بعد جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ایک سو سال تھی پیدا ہوئے۔ قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؑ کے پیدا ہونے کی بشارت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرشتوں کے ذریعہ اس وقت دی گئی جبکہ فرشتے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب کی خبر لے جاتے ہوئے راستہ میں حضرت ابراہیم کے پاس بھی ٹھہرے تھے۔ (الذاریات - ابراہیم)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانیوں اور دعاؤں کے نتیجہ میں۔ آپؑ کو بھی اللہ تعالیٰ نے مقام نبوت سے سرفراز فرمایا۔ بلکہ آپؑ کی نسل کو ارض موعودہ یعنی کنعان میں نبوت و رسالت کے لئے چنا گیا۔ اور اس پر اپنے انعام نبوت و ملوکیت کی اس قدر بارش کی کہ ان لوگوں نے خود اس سے منہ موڑ لیا۔

ذبیح اللہ

جیسے بتایا جا چکا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کعبہ کے بعد مکہ میں رویا دیکھا کہ وہ اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ کو ذبح کر رہے ہیں۔ آپؑ نے سمجھا کہ غالباً منشاء الٰہی مجھ سے کسی دوسری قربانی کی بجائے بیٹے کی قربانی کا مطالبہ کر رہی ہے۔ اس لئے آپؑ نے بلا توقف بیٹے کو خدا کی راہ میں ذبح کرنے کی ٹھان لی۔ چنانچہ پہلے اس کا ذکر بیٹے سے کیا بیٹے نے بھی بغیر کسی جھجک کے اپنے آپ کو قربانی کے لئے پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ کو باپ بیٹے دونوں کا اخلاص اس قدر پسند آیا کہ انسانی قربانی منسوخ کر کے جانور کی قربانی جاری فرما دی۔ اس وقت سے حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ کہلاتے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ یہود و نصاریٰ کی آنکھ میں اپنے بھائیوں اسمٰعیلی شاخ کی یہ فضیلت بھی کھٹکتی ہے اس لئے انہوں نے حضرت اسحٰقؑ کو ذبیح اللہ قرار دینے کی کوشش کی ہے اور اس کے لئے انہوں نے تورات میں تحریف کرنے میں بھی کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ حالانکہ خود بائیبل کا بیان اس کو جھٹلا رہا ہے اس لئے کہ:۔

(۱) بائیبل میں ذبیح اللہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اکلوتا قرار دیا گیا ہے۔ جو اس وقت حضرت اسمٰعیلؑ تھے نہ کہ حضرت اسحٰق۔ (پیدائش)

حضرت اسحٰق اگر ذبیح اللہ ہوتے۔ تو وہ اکلوتے نہ تھے۔ کیونکہ حضرت اسمٰعیل تورات کے بیان کے مطابق ان کی پیدائش سے بارہ تیرہ سال پہلے پیدا ہو چکے تھے۔ اور اکلوتے کا لفظ بتاتا ہے کہ ذبح کا واقعہ بہرحال حضرت اسحٰق کی پیدائش سے پہلے کا ہے۔

(۲) تورات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اسحٰقؑ کو تو یہ علم بھی نہیں تھا۔ کہ قربانی کس کی دی جائے گی۔ جیسا کہ ان سے مشورہ کر کے ان کی رضا حاصل کی گئی ہو اور وہ اس کے لئے بخوشی تیار ہو گئے ہوں۔ (پیدائش)

(۳) بعض مسلمان بھی غلطی سے حضرت اسحٰق کو ذبیح قرار دیتے ہیں۔ لیکن ان کی غلطی آیت فبشرنٰہا باسحٰق ومن وراء اسحٰق یعقوب (ہود) سے دور ہو جاتی ہے کیونکہ اس میں خدا تعالیٰ نے حضرت اسحٰق کی پیدائش سے پہلے ہی خبر دیدی تھی۔ کہ اسحٰق کے ہاں اولاد ہوگی۔ اور ان کا ایک بیٹا مقرب الٰہی ہوگا۔ تو جس کی نسبت پہلے بتایا گیا ہو کہ وہ زندہ رہے گا۔ بڑا ہو کر شادی کرے گا۔ اور اس کا بیٹا ہوگا جو مقرب الٰہی ہوگا۔ اس کی نسبت کب یہ تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ کہ اسے ذبح کرنے کا حکم ہوا ہو۔ اور پھر اس حکم سے دھوکا بھی لگ گیا ہو۔ اگر حضرت اسحٰق کے ذبح ہونے کی رویا ہوتی۔ تو کیا حضرت ابراہیمؑ دریافت نہ کرتے کہ الٰہی! تو نے تو اس کے جوان ہونے اور ایک مقرب بارگاہ بچے کے باپ ہونے کی خبر دی تھی۔ اب اس کے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے۔ کیا اس حکم کا مطلب کچھ اور تو نہیں۔

سورۂ صافات کی ان آیات میں حضرت اسمٰعیلؑ کا ذبیح ہونا معین ہو جاتا ہے۔

رب ھب لی من الصالحین فبشرناہ بغلام حلیم فلما بلغ معہ السعی قال یٰبنی انی اریٰ فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تریٰ قال یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین۔ فلما اسلما وتلّہ للجبین ونادینٰہ ان یا ابراہیم قد صدقت الرؤیا انا کذالک نجزی المحسنین ۰ ان ھٰذا لھو البلاؤا المبین وفدینٰہ بذبح عظیم ۰ وترکنا علیہ فی الآخرین ۰ سلٰم علیٰ ابراہیم ۰ کذالک نجزی المحسنین ۰ انہ من عبادنا المؤمنین ۰ وبشرناہ باسحٰق نبیاً من الصالحین ۰ وبٰرکنا

(باقی دیکھیں ص پر)

حضرت قاضی عبدالرحیم صاحب بھٹی مرحوم

(از مکرم قاضی عبدالسلام صاحب بھٹی پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ نیروبی مشرقی افریقہ)

اس عاجز کے والد صاحب مرحوم و مغفور حضرت قاضی عبدالرحیم صاحب بھٹی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ربوہ میں گذشتہ ماہ فوت ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے صحابہؓ میں سے تھے۔ ذیل میں ان کے متعلق چند سطور عرض کرتا ہوں۔ تا آپ کے کچھ حالات محفوظ ہو جائیں۔ اور احباب کو دعا کی تحریک ہو۔

ہمارے گھر میں احمدیت کی نعمت

ہمارے دادا حضرت قاضی ضیاءالدین صاحب مرحوم کے ذریعہ داخل ہوئی۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اولین صحابہ میں سے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کے ایک خط کو "تریاق القلوب" میں نشان ۱۰۵ کے طور پر درج فرمایا ہے۔ جس میں وہ لکھتے ہیں۔ کہ "مجھے یقینی یاد ہے۔ کہ حضور علیہ السلام نے بماہ مارچ ۱۸۸۸ء جبکہ اس عاجز نے آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی۔ تو ایک لمبی دعا کے بعد اسی وقت آپ نے فرمایا تھا۔ کہ قاضی صاحب آپ کو ایک سخت ابتلا پیش آنے والا ہے"۔ اس خط میں عاجز راقم کے والد صاحب مرحوم مغفور کا بھی بدیں الفاظ ذکر ہے۔" اور عبدالرحیم تپ محرقہ اور سرسام سے برابر دو اڑھائی ماہ بیہوش میت کی طرح پڑا رہا۔ طبیب لاعلاج سمجھ چکے۔ کوئی نہ کہتا تھا کہ بچے گا۔ لیکن چونکہ زندگی کے دن باقی تھے۔ بوڑھے باپ کی مضطربانہ دعائیں خدا نے سن لیں۔ اور محض اس کے فضل سے صحیح سلامت بچ نکلا"

یہ اسی کا فضل ہمارے مرحوم والد صاحب کے ساتھ ایک لمبا عرصہ شامل رہا۔ اور آپ نے قریباً ۸۳ برس کی عمر پا کر اور سلسلہ کی خدمت کا ایک لمبا عرصہ شرف پا کر ۲۹ اکتوبر ۱۹۵۳ء کو ربوہ میں وفات پائی۔ اللّٰھم اغفرہ وادخلہ الجنۃ النعیم۔ آپ ۷۳ ویں موصی تھے۔ ربوہ میں قطعہ صحابہؓ میں دفن ہوئے۔

ہمارے دادا مرحوم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بہت ابتداء میں شناخت کیا۔ اور اپنے گاؤں قاضی کوٹ ضلع گوجرانوالہ سے ہجرت کر کے قادیان میں آ گئے۔ آپ وہیں ۱۹۰۴ء میں فوت ہوئے۔ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک مقدمہ کی پیشی میں گورداسپور تشریف رکھتے تھے۔ مجھے ایک دفعہ حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا تھا۔ کہ جب ہمارے دادا رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے۔ اور حالت نازک ہو گئی۔ تو حضور علیہ السلام کی خدمت میں گورداسپور میں دعا کے لئے درخواست بھجوائی گئی۔ اگلے دن حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ میں نے دعا کی تو مجھے الہام ہوا۔ کہ "وہ تو بے چارہ فوت ہو گیا"۔ اسی رات ہمارے دادا فوت ہوئے تھے۔ ابھی بہشتی مقبرہ کی بنیاد نہیں پڑی تھی۔ اس لئے زنانہ جلسہ گاہ کے قریب والے قبرستان میں دفن ہوئے۔ حضرت دادا صاحب بہت بڑے عالم تھے۔ آپ کی لائبریری میں بڑی بڑی نایاب کتب کے نسخے تھے تبلیغ کا از حد شوق رکھتے تھے۔ جیسا کہ حضرت مولوی محمد عبداللہ صاحب بوتالوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے حالات میں ذکر فرمایا ہے۔ (جو الفضل ۱۸ مئی ۱۹۵۲ء میں شائع ہوئے ہیں) کہ ان کے خاندان میں ملکہ سارے ضلع گوجرانوالہ میں احمدیت کا پودا لگانے والے حضرت قاضی ضیاءالدینؓ ہی تھے۔ مسجد اقصیٰ کا جو پرانا حصہ ہے۔ اس کے محراب کے ساتھ کی دیوار پر آپ نے کالی سیاہی سے اپنے محبوب آقا کو خطاب کر کے حضور علیہ السلام ہی کے چند فارسی اشعار لکھے ہوئے تھے۔ جو بہت عرصہ تک قائم رہے۔ بعد میں سفیدی کے نیچے آ گرد جھٹ گئے۔ ان میں سے ایک شعر یہ تھا۔ ؎

حسن و خوبی دلبری بر تو تمام
صحبتے بعد از لقائے تو حرام

میری والدہ صاحبہ مرحومہ حضرت صالحہ بی بی صاحبہؓ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولین صحابیات میں سے تھیں۔ بے حد دعائیں کرنے والی۔ تہجد گذار سچی خوابوں اور بہ برکت حضرت مسیح پاک علیہ السلام الہام و کشف کی نعمت سے بھی لذت یاب تھیں۔ اولین موصیوں میں سے تھیں اور ۱۹۵۰ء میں راولپنڈی میں فوت ہو کر وہیں امانتاً دفن ہوئیں۔ فرمایا کرتی تھیں۔ کہ تمہارے دادا مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فارسی نظم جس کا آخری شعر ؎

"زآں زمرۂ ابدال بادلت ترسید
علی الخصوص اگر آں میرزا باشد"

بہ اکثر پڑھا کرتے تھے۔ اور زار زار رویا کرتے تھے۔ آپؓ ۳۱۳ صحابہ میں سے تھے۔ بندہ کے والد صاحبؓ بھی اور چچا صاحب قاضی محمد عبداللہ صاحب بھٹی بی۔ اے۔ بی۔ ٹی سابق مبلغ انگلستان ریٹائرڈ ناظر ضیافت بھی ۳۱۳ صحابہ میں سے ہیں۔

والد صاحب نے جموں میں نقشہ نویسی کا کام سیکھا۔ اور وہیں کچھ عرصہ تک ریاست کی ملازمت کی وہاں کا ایک واقعہ سنایا کرتے تھے۔ وہاں پر کشتیوں کا ایک داروغہ تھا۔ جس کی ڈیوٹی یہ تھی۔ کہ وہ دیکھے۔ کہ رات کو کوئی دریا عبور نہ کرے۔ ایک روز شام کے وقت دوران گفتگو میں اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف بدزبانی کی۔ اور جوشِ غضب میں مجھے گردن سے پکڑ کر جھنجھوڑا۔ فرماتے تھے۔ مجھے اپنی تو کچھ پروا نہ تھی۔ مگر جو بدزبانی اس نے ہمارے آقا کے خلاف کی تھی اس کا اس قدر شدید صدمہ مجھے پہنچا۔ کہ ساری رات مجھے نیند نہ آئی۔ سحری کے قریب میری آنکھ لگی ہی تھی۔ کہ تمہاری والدہ نے مجھے جگایا۔ اور کہا اٹھو۔ وہ پکڑا گیا۔ جب میں جاگا۔ تو دیکھا۔ کہ جس طرح اس نے زبان درازی کی تھی۔ بعینہٖ اسی انداز سے اس کا افسران کے مکان کے دروازے پر کھڑا اسے گالیاں دے رہا تھا۔ اور کہہ رہا تھا۔ کہ اندر سویا پڑا ہے۔ اور رات کو ایک کشتی دریا میں بمعہ دو تین سواریوں کے غرق ہو گئی ہے۔ پھر سپاہیوں نے اسے ہتھکڑی لگائی۔ اور گھسیٹ کر لے گئے۔

جموں کی ملازمت کو آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی ہی میں ترک کر دیا اور قادیان آ گئے۔ اور پھر قادیان چھٹنے تک وہاں سے نہیں ہلے۔ قادیان میں صدر انجمن کی تعمیرات کے کام پر خدمت کے لئے مامور ہوئے۔ اور مرکز سلسلہ کی جملہ عمارتیں بنوانے کا شرف آپ کو ہی ملا۔ مسجد نور۔ بورڈنگ ہائی سکول۔ تعلیم الاسلام کالج۔ منارۃ المسیح۔ مسجد اقصیٰ کی توسیع قصرِ خلافت آپ ہی کے ہاتھوں سے بنے۔ اگرچہ آپ سند یافتہ اور سیر نہ تھے۔ مگر فن تعمیر میں نہایت درجہ کی کامل مہارت رکھتے تھے نہایت جانفشانی اور بے حد تن دہی سے کام کرتے تھے۔ اور فنِ عمارت کے مشکل ترین عقدوں کو خود ہی حل کر لیتے تھے۔ آپ گویا سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پہلے انجینئر اور میر عمارت تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ کو آپ پر پورا اعتماد تھا۔ ان کی دیانتداری اور محنت کی حضور نے ایک موقع پر قادیان میں اپنے خطبہ جمعہ میں بھی تعریف فرمائی تھی۔ اور فرمایا تھا۔ کہ میری کوٹھی کا جو کام قاضی صاحب نے کروایا ہے۔ وہ روپوں کا کام آنوں میں کرایا ہے۔ اور اسے دیکھ کر میرے دل سے دعا نکلتی ہے۔ حضور کی قادیان اور ڈلہوزی کی کوٹھیاں اور چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کی قادیان کی کوٹھی بھی والد صاحب مرحوم نے ہی بنوائی تھی۔ اور ہجرت کے بعد مسجد مبارک کی تعمیر کی عزت بھی والد صاحب مرحوم کے حصہ ہی میں آئی۔ جب حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر کی تعمیر کا کام ان کے سپرد ہوا۔ تو درد بھرے دل سے کہا کہ آج سے ۴۵ برس قبل قادیان میں خدا کے مسیح علیہ السلام کے وصال پر ان کی آخری آرامگاہ کی تیاری کا کام بھی اللہ تعالیٰ نے مجھ سے ہی لیا تھا۔ اور آج پھر ویسی ہی خدمت کا شرف مجھے بخشا گیا۔ قادیان کی واپسی کے لئے بے حد بے قرار رہتے تھے۔ مگر جب حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا فوت ہو گئیں۔ تو جنازہ کے ہمراہ جاتے ہوئے روتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے سامنے اتنی بڑی ہستی کی یہ خواہش پوری نہیں ہوئی تو ہم کون ہیں۔ والد صاحب مرحوم کی زندگی کی نمایاں خصوصیات اپنے فرضِ منصبی میں انتہا درجہ کا انہماک۔ رزقِ حلال کمانا۔ بہت محنت کرنا اور دیانت و امانت میں کبھی فرق نہ آنے دینا تھیں۔

[illegible] کی جو بھی عمارتیں بنوائیں۔ ان کی خوبصورتی اور پائیداری کے مقابلہ میں ذرہ بھر نقص کو برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول (جو بعد میں کالج بنا) کی تعمیر کے دوران میں ایک دیوار میں نیچے کی کچھ اینٹیں پورے معیار کی نہیں لگی تھیں۔ اسی وقت وہ ساری دیوار گروا کر از سرِ نو بنوائی۔ کام کے معاملہ میں کسی کا لحاظ نہیں کرتے تھے۔ کبھی کسی سے رشوت نہ لی۔ موت کو بہت یاد رکھتے تھے۔ اور شیخ سعدیؒ کا یہ شعر جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ الوصیت میں بھی درج فرمایا ہے۔

"عروسی بود نوبت ماتمت
اگر برنکوئی بود خاتمت"

بہت پڑھا کرتے تھے۔ اور بچپن میں ہمیں اس ساری فارسی نظم کا جو حضور علیہ السلام نے الوصیت میں تحریر فرمائی ہے۔ معنے سمجھایا کرتے تھے۔

حضرت خلیفہ اولؓ کی وفات پر جب مولوی محمد علی صاحب اپنے رفقاء سمیت قادیان سے لاہور چلے گئے۔ تو باوجود اس امر کے کہ ان کا سلوک والد صاحب مرحوم سے جو ان کے ماتحت تعمیر کے کام کے انچارج تھے۔ بہت ہی اچھا تھا۔ اور والد صاحب مرحوم اس سے بہت متاثر تھے۔ آپ نے قادیان اور خلافت ثانیہ کے دامن کو نہ چھوڑا۔ یہ بڑے ابتلاء کا وقت تھا۔ مگر آپ ثابت قدم رہے۔ اس کے بعد ان کو صدر انجمن نے مالی تنگی کی وجہ سے کام سے فارغ بھی کر دیا۔ اور مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے ذاتی خطوط بھی والد صاحب کو آئے۔ اور بھی اچھی ملازمتیں باہر سے آئیں۔ مگر آپ قادیان ہی میں بیٹھے رہے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ خدا تعالیٰ کا میرے ساتھ یہ معاملہ ہے۔ کہ کبھی میری جیب خالی نہیں ہوئی۔ اور میری کوئی حاجت وہ پوری فرما ہی دیتا ہے۔ ملکانہ ارتداد کے موقع پر آپ نے بھی تین ماہ تک وہاں رضاکارانہ تبلیغی خدمت سر انجام دی۔ اور بہت نمایاں کام کیا۔ اس زمانہ کے الفضل میں کئی بار اس سلسلہ میں آپ کا نام آیا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے کثرتِ نسل سے نوازا۔ وفات کے وقت آپ کے بیٹوں ایک نواسہ اور پوتوں۔ پوتیوں اور پڑپوتیوں کو شامل کر کے کل ۶۲ افراد آپ کے کنبہ کے تھے۔

آپ کا انجام نہایت مبارک ہوا۔ ربوہ میں جمعرات کی شام کو فوت ہوئے۔ اگلے دن جمعہ میں جبکہ حضور خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ ربوہ میں موجود تھے۔ نماز جمعہ کے بعد حضور نے جنازہ غائب پڑھایا۔ اور فرمایا۔ کہ قاضی صاحب ۳۱۳ صحابہ میں سے تھے پھر احباب و بزرگانِ جماعت کے ایک کثیر مجمع کے ساتھ حضور نے بنفسِ نفیس میت کو سامنے رکھ کر بھی جنازہ پڑھایا۔ ربوہ میں ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ ایک بہت بڑی برات آئی ہے۔ دولہا معمر آدمی گلابی رنگ کے چہرہ والے ہیں۔ اور برات کے اترنے کے انتظامات حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں۔ یہ خواب اسی رات دیکھی جس میں کہ والد صاحب فوت ہوئے تھے۔ اگلے دن جب انہوں نے جنازہ کے ساتھ بہت بڑی جماعت دیکھی۔ اور حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف کو ہی

(باقی صفحہ ۸ پر)

جلسہ سالانہ ۱۹۵۳ء کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ سے ملاقات کا پروگرام

(۱) حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کا دوران ایام جلسہ سالانہ کا پروگرام درج ذیل ہے۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ وقت مقررہ پر پہنچنے کی کوشش فرمائیں۔ (۲) جماعتوں کے سامنے جو وقت دیا گیا ہے۔ وہ اس تعداد کے مدنظر ہے جو گزشتہ سال ۱۹۵۲ء ملاقات کرنے والوں کی تھی۔ افراد کی کمی یا بیشی کے ساتھ وقت میں کمی یا بیشی ہوتی رہے گی۔ (۳) جو جماعت وقت مقررہ پر کسی وجہ سے ملاقات نہ کر سکے گی۔ اس کو ۲۹ دسمبر ۱۹۵۳ء کو وقت مل سکے گا۔ یہ نہیں ہوگا کہ دوسری جماعتوں کے پروگرام کو بدلا جائے۔

(۴) وقت مقررہ کی پابندی (یہ وقت ترتیب دینے وقت بھی بتا دیا جائے گا) نہایت ضروری ہے۔ امید ہے۔ انتظامی دقتوں کے مدنظر احباب تعاون فرمائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۵) ملاقات صبح ۸ بجے اور شام ۷ بجے شروع ہوا کرے گی۔

(۶) حضور کی طبیعت آج کل خراب ہے۔ اس لئے حضور کی طبیعت کی خرابی کے سبب اگر کوئی تبدیلی کرنی پڑی۔ تو اس کا اعلان کر دیا جائے گا۔ جماعتیں مطلع رہیں۔ (اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح)

جماعت	وقت
۲۶ دسمبر صبح ۸ بجے	
جماعتہائے لاہور شہر و ضلع	۵۰ منٹ
۲۶ دسمبر شب ۷ بجے	
جماعت ہائے صوبہ سرحد	۵۰ منٹ
" گجرات شہر و ضلع	۵۰ "
" کیمل پور و اٹک " "	۸ "
" شیخوپورہ " "	۴۰ "
۲۷ دسمبر صبح ۸ بجے	
جماعتہائے ملتان شہر و ضلع	۲۵ منٹ
" آزاد کشمیر	۱۰ "
" صوبہ سندھ	۲۵ "
۲۷ دسمبر شب ۷ بجے	
جماعت ہائے سیالکوٹ شہر و ضلع	۱ گھنٹہ ۳۰ منٹ
بیعت	۲۰ منٹ
جماعت ہائے کوئٹہ بلوچستان	۳۰ "
" ریاست بہاولپور	۳۰ "
۲۸ دسمبر صبح ۸ بجے	
جماعت ہائے مظفر گڑھ شہر و ضلع	۳۰ منٹ
جماعت ہائے راولپنڈی شہر و ضلع	۲۰ منٹ
بیعت	۱۰ منٹ
جماعت ہائے جہلم شہر و ضلع	۲۵ "
۲۸ دسمبر شب ۷ بجے	
جماعت ہائے لائل پور شہر و ضلع	۱ گھنٹہ ۲۰ منٹ
بیعت	۱۰ منٹ
جماعت ہائے کراچی	۴۰ "
" سرگودھا شہر و ضلع	۵۰ "
۲۹ دسمبر صبح ۸ بجے	
جماعت ہائے جھنگ شہر و ضلع	۲۵ منٹ
" بیعت	۱۲ "
جماعت ہائے میانوالی شہر و ضلع	۳ "
" گوجرانوالہ " "	۴۰ "
" منٹگمری " "	۴۰ "
ایسٹ پاکستان	۵ "
ہندوستان	۵ "
بیرونی ممالک	۵ "

×

صحابہ مسیح موعود علیہ السلام

غلامانِ احمدؑ کا ثانی کہاں ہے
یہ دیں کے لئے جانفشانی کہاں ہے
فرشتوں کو بھی رشک آتا ہے جس پہ
کہاں ہے جو ہے آگ سینوں میں انکے
دلوں میں حقیقت کی مشعل فروزاں
محمدؐ کے شیدا مسیحا کے عاشق
تجلی خالق کے مظہر حقیقی
یہ یک رنگ رنگین محفل کی محفل
ارادے جواں اور تڑپ غیر فانی
بیاں کر سکے ان کے مدح و فضائل

زمینی ہو یا آسمانی کہاں ہے
کسی اور کی یہ نشانی کہاں ہے
عبادت کی یہ شادمانی کہاں ہے
جو ہے آنکھ میں اُن کے پانی کہاں ہے
لبوں پر یہ حق ترجمانی کہاں ہے
صحابہؓ کی سی زندگانی کہاں ہے
ملائک کی سی خوش بیانی کہاں ہے
زمیں پر یہ رنگ آسمانی کہاں ہے
بڑھاپے میں بھی یہ جوانی کہاں ہے
زبان و قلم میں روانی کہاں ہے

کہا فیض نے جو اگر حق نہیں ہے
دکھا دے ہمیں دہر فانی کہاں ہے

(فیض چنگوی)

تبصرہ

دار الافتاء ربوہ کی طرف سے نئی شائع شدہ کتاب

نماز

زیر نظر رسالہ سلسلہ کے ممتاز عالم مکرم جناب ملک سیف الرحمٰن صاحب فاضل مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تازہ تصنیف ہے جسے حال ہی میں دار الافتاء ربوہ کی طرف سے دار التجلید اردو بازار لاہور نے شائع کیا ہے۔ یہ رسالہ جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے۔ اسلام کے دوسرے سب سے بڑے رکن یعنی نماز کے متعلق لکھا گیا ہے اور جیسا کہ "پیش لفظ" میں ان کی طرف سے کہا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں جو ارشادات فرمائے ہیں۔ یہ رسالہ ان کی تشریح اور تفسیر ہے۔

۱۰۰ صفحات کے کتابی سائز کے اس خوبصورت رسالہ میں جس کی ترتیب و تدوین اور کتابت و طباعت میں پوری نفاست اور خوش ذوقی کا ثبوت دیا گیا ہے۔ محترم ملک صاحب نے نہایت شگفتہ اور سہل انداز تحریر میں ۱۰ مختلف ذیلی عنوانوں کے تحت نماز۔ اس کی انواع۔ ان کے احکام و شرائط۔ ان کی حکمتیں اور مصالح۔ ان کے نتائج اور فوائد اور پھر ان کی ان تمام ضروری اور مستند تفصیلات کو جمع کر دیا ہے۔ جو انہوں نے قرآن مجید سنت و حدیث نبوی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفائے سلسلہ کے بیان کردہ حقائق و معارف اور ان کے طرز عمل سے اور یا فقہ کی بعض دوسری بلند پایہ کتب سے مستنبط کی ہیں۔

رسالہ کے ابتدائی ۳۲ صفحات میں نماز اور نماز کے اول و آخر میں مختلف موقعوں پر پڑھے جانے والے کلمات ان کو ادا کرنے کے طریقوں کے ساتھ ساتھ خوشخط عربی رسم الخط میں صحیح اعراب کے ساتھ درج کئے گئے ہیں۔ اور ان کے سامنے دوسرے کالم میں سلیس اور شستہ اردو میں ان کا بامحاورہ ترجمہ دیا گیا ہے۔ ۳۳ سے ۳۹ صفحہ تک "نماز پڑھنے کا طریق" اور اس کے آگے صفحہ ۴۸ تک نماز کے احکام اور ان کی حکمتیں بیان کی گئی ہیں۔ اسی صفحہ سے صفحہ ۵۴ تک "نماز میں دعا" کے عنوان سے اس کی اہمیت اور لطیف فلسفیانہ تشریح درج ہے۔ شرائط نماز کے عنوان سے صفحہ ۵۵ سے وضو اور تیمم کی بحث شروع ہوتی ہے۔ اور پھر نماز کے اوقات۔ ان کی حکمتیں۔ اذان۔ اقامت۔ قبلہ اور نماز کے ارکان و سنن کا ذکر صفحہ ۷۲ تک چلا گیا ہے۔ اگلے دس صفحات میں "نماز باجماعت کے احکام" لکھے گئے ہیں۔ اور پھر صفحہ ۸۲ تک نماز کے نواقض سجدہ سہو اور فوت شدہ نماز کا ذکر ہے۔ اور اس کے بعد خاتمہ کتاب تک جمعہ عیدین۔ تہجد اور تراویح کی نمازوں کے احکام بیان کئے گئے ہیں۔ اور اسی طرح مجموعی طور پر رسالہ میں تمام وہ تفصیلات آگئی ہیں۔ جن کی روشنی میں ہم بغیر کسی اختلاف کے نماز کے متعلق اسلام کے صحیح تصور کو سمجھ سکتے ہیں۔ اور اپنے دل و دماغ کو اس حقیقی روح اور مغز سے واقف کر سکتے ہیں۔ جو اس اہم شرعی فریضہ کی ادائیگی اور اس کی قبولیت کیلئے سب سے زیادہ ضروری چیز ہے۔

اپنی نوعیت اور مضمون کے اعتبار سے یہ رسالہ نہایت مفید، کارآمد اور اپنی ذات میں مکمل ہے لیکن ہمارے ناقص خیال میں اس پہلو سے وہ ضرور تکمیل طلب ہے کہ اس میں نماز جنازہ۔ نماز کسوف و خسوف۔ نماز خوف اور نماز استسقاء کا ذکر نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ ان کی جداگانہ مخصوص نوعیت کی وجہ سے انہیں رسالہ کے اس حصہ میں عمداً شامل نہ کیا گیا ہو۔ اور بعد میں یا کتاب کے دوسرے حصے کی شکل میں اس کی تکمیل کا خیال ہو۔ لیکن پھر بھی کم از کم اسی تعلق کی وجہ سے بھی انہیں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ان کی تفصیلات بھی اگر رسالہ کے اگلے ایڈیشن میں یا کسی دوسرے حصہ میں اسی انداز سے بیان کر دی جائیں۔ تو اصل مضمون کی تکمیل کے علاوہ رسالہ کی جامعیت اور افادیت میں بھی ضرور اضافہ ہوگا۔ اس کے علاوہ موجودہ ایڈیشن کی ابتداء میں فہرست مضامین کے تحت مضمون کے آگے صفحہ کا اندراج نہیں ہے جس سے قاری کے متلاشی ذہن کو خواہ مخواہ الجھاؤ محسوس ہوتا ہے۔ یہ کمی تو ناشر کی طرف سے اگلے ایڈیشن میں بہت آسانی سے دور ہو سکتی ہے۔

بہرحال جیسا کہ ہم پہلے اپنی رائے کا اظہار کر چکے ہیں۔ یہ رسالہ نہایت ہی مفید اور ضروری معلومات پر مشتمل ہے۔ اور جہاں تک ان معلومات کے محکم اور مستند ہونے کا سوال ہے۔ اس پر مصنف کی شخصیت اور ان کا منصب خود دلیل ہے۔ ہماری جماعت میں اور عام اردو لٹریچر میں بھی اس موضوع پر اس نوع اور طرز کا ایسا کوئی رسالہ ہماری نظر نہیں گزرا ہمیں امید ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ رسالہ دوستوں کے لئے بہت مفید اور بصیرت افروز ثابت ہوگا اور اسلام کے دوسرے بڑے رکن کی تفصیلی اہمیت و حکمت کے سمجھنے میں پوری مدد دے گا۔

ہم اپنے تمام قارئین سے مخلصانہ اور پرزور سفارش کرتے ہیں۔ کہ وہ اس مفید اور اہم رسالہ کو خود پڑھیں۔ گھروں میں رکھیں اپنے بچوں اور دوستوں کو پڑھائیں۔ اور اس کے علاوہ جہاں جہاں بھی تعلیمی نصاب کے طور پر اس کا شامل کیا جانا ممکن ہو۔ اسے وہاں ضرور شامل کیا جائے۔

رسالہ کا حجم ۱۰۰ صفحات ہے۔ کاغذ عمدہ اور کتابت و طباعت جلی اور جاذب نظر ہے۔ سرورق آرٹ پیپر پر دیدہ زیب اور معنی خیز رنگین بلاک سے مزین ہے۔

دستیاب ہونے کا پتہ: دار الافتاء ربوہ اور دار التجلید اردو بازار لاہور سے مل سکتا ہے۔

محکمہ اسلامیات میں آنے سے قبل میں نے ڈائرکٹر تعلقات عامہ کے لئے بعض مقالات لکھ کر روپے وصول کئے تھے

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں مسٹر ابراہیم علی چشتی کا بیان

مسٹر چشتی نے عدالت کو بتایا۔ کہ انہیں ۱۱ مارچ کو کراچی میں گرفتار کیا گیا۔ سوال:۔ آپ کراچی جانے کے لئے لاہور سے کب روانہ ہوئے؟ جواب:۔ ۸ مارچ کو۔ سوال:۔ آپ کراچی میں ۸ اور ۹ مارچ کو کیا کرتے رہے؟ جواب:۔ لاہور میں اپنے افسر اعلیٰ کی ہدایات کے مطابق میں نے حکومت پاکستان کے محکمہ اطلاعات میں کام کیا اور اس کے لئے تحریک کے خلاف اور امن وقانون کے حق میں مقالات لکھے۔ سوال:۔ آپ کراچی کس لئے گئے تھے؟ جواب:۔ میرے افسر اعلیٰ نے شاید ۵ مارچ کو مجھے ہوائی جہاز کے ذریعے کراچی جانے کا حکم دیا تھا۔ کیونکہ حکومت پنجاب کے چیف سکرٹری کو حکومت پاکستان کی طرف سے یہ فوری حکم آیا تھا۔ سوال:۔ کیا چیف سکرٹری نے آپ کو بتایا تھا۔ کہ آپ کو کراچی میں کیا کرنا ہے؟ جواب:۔ میرے افسر اعلیٰ نے مجھ سے کہا تھا۔ کہ میں کراچی میں پرنسپل انفارمیشن افسر کرنل مجید ملک سے ملوں۔ جس وقت مجھے گرفتار کیا گیا۔ میں دفتر میں کام کر رہا تھا۔ سوال:۔ آپ نے بتایا ہے۔ کہ محکمہ اسلامیات میں آنے سے پہلے آپ نے ڈائرکٹر تعلقات عامہ کے لئے بعض مقالات لکھ کر روپے وصول کئے۔ کیا آپ مہربانی فرما کر بتا سکتے ہیں۔ کہ ان مقالات کی نوعیت کیا تھی۔ اور ان میں سے کوئی ختم نبوت اور دوسرے مذہبی مباحث سے متعلق بھی تھا؟ جواب:۔ اتنی طویل مدت کے بعد ہر مقالہ کی نوعیت یاد آجانا آسان نہیں۔ لیکن اتنی بات ضرور کہہ سکتا ہوں۔ کہ یہ مقالات ہمیشہ ایسے موضوعوں سے تعلق رکھا کرتے تھے۔ جو حکومت پنجاب کی پالیسی کے مختلف پہلوؤں کی تائید کریں۔ ان کا تعلق کسی بھی مذہبی موضوع سے نہیں ہوتا تھا۔ سوال:۔ "نوائے وقت" کے مسٹر حمید نظامی سے آپ کے تعلقات کی نوعیت کیا تھی؟ جواب:۔ شروع میں ہم میں بڑی دوستی تھی۔ لیکن بعد میں ہمارے تعلقات میں دشمنی کی حد تک کشیدگی آگئی۔ سوال:۔ تعلقات میں یہ تبدیلی کب آئی؟ جواب:۔ غالباً ۱۹۵۰ء یا ۱۹۵۱ء میں جب انہوں نے مجھے اس وجہ سے رفاقت علی چشتی کہنا شروع کر دیا۔ کہ میں "رفاقت کمیٹی" کا سیکرٹری تھا۔ میں نواب ممدوٹ کی مخالفت کر رہا تھا۔ اور وہ ان کے حامیوں میں سے تھے۔

سوال:۔ کیا انہوں نے آپ پر یہ الزام عائد کیا تھا۔ کہ آپ پاکستان کے تصور کے خلاف ہیں۔ اور آپ نے اس کے جواب میں "قصہ کانسٹ کون ہے" کے عنوان سے ایک کتابچہ شائع کیا تھا۔ جواب:۔ جی ہاں۔ سوال:۔ کیا انہوں نے آپ پر یہ الزام عائد کیا تھا کہ آپ اس تحریک رفاقت میں ملازمت کر رہے ہیں۔ جو ملک خضر حیات خاں کے دور میں چل رہی تھی۔ جواب:۔ جی ہاں۔ سوال:۔ کیا آپ نے ایک ایسا کتابچہ بھی شائع کیا تھا۔ جس میں ان رسیدوں کی عکسی نقل دی گئی تھی۔ جو مسٹر حمید نظامی نے اسی محکمے سے رقمیں وصول کر کے دیں؟ جواب:۔ جی ہاں۔ سوال:۔ کیا تقسیم کے بعد نواب ممدوٹ نے یہ کتابچہ ضبط کرنے کا حکم دیا تھا؟ جواب:۔ جی ہاں۔

جماعت اسلامی کے وکیل مسٹر نذیر احمد خاں کو عدالت کی اجازت کے ساتھ مسٹر چشتی نے بتایا۔ میں نے کہا ہے۔ کہ "تسنیم" کے عملہ کے بعض ارکان نے بھی محکمہ کی طرف سے رقوم حاصل کیں۔ یہ رقمیں ان کو "تسنیم" کے عملہ کے ارکان ہونے کی حیثیت سے نہیں بلکہ ذاتی حیثیت میں کتابچے لکھنے کے عوض میں دی گئی تھیں۔

اس مرحلے پر عدالت نے مسٹر چشتی سے پوچھا۔ کیا محکمہ اسلامیات کا ایک مقصد جماعت اسلامی کی سرگرمیوں کے متعلق جوابی کارروائی کرنا بھی تھا؟ مسٹر چشتی نے اس سوال کا جواب نفی میں دیا۔ سوال:۔ کیا محکمہ اسلامیات کے قیام کے دوران میں کسی وقت محکمہ کے اغراض ومقاصد کے سلسلہ میں جماعت اسلامی کا نام آیا تھا؟ جواب:۔ میرے ملازم ہونے سے پہلے محکمہ کے سکرٹری نے حکومت پنجاب کو یہ مشورہ دیا تھا۔ کہ یہ محکمہ شاید جماعت اسلامی کے ممکنہ پراپیگنڈا کے خلاف کارروائی کرنے میں بھی ممد ثابت ہو۔

اس کے بعد مولانا داؤد غزنوی کی جرح کے جواب میں مسٹر چشتی نے کہا۔ محکمہ اسلامیات کا ایک مقصد یہ بھی تھا۔ کہ تقسیم کے بعد سے اسلام کے بنیادی اصولوں کی تشریح سے متعلق جو معیاری کتابیں ناپید ہوتی جا رہی تھیں۔ ان کو شائع کیا جائے۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ایک مجلس مشاورت بھی قائم تھی۔ یہی وہ مشاورتی بورڈ تھا۔ جس کا ذکر میں نے اپنی گواہی میں کیا ہے۔ سوال:۔ کیا مولانا غلام مرشد نے بورڈ سے استعفیٰ اس لئے دیا تھا۔ کہ ان کے خیال میں بورڈ میں بہت سے نااہل لوگ شامل تھے؟ جواب:۔ انہوں نے استعفیٰ کی وجہ یہ بیان کی تھی۔ کہ وہ بورڈ میں کام کرنے سے قاصر تھے۔ انہوں نے کبھی یہ شکایت نہیں کی۔ کہ بورڈ کے بعض رکن اس کام کے لئے بالکل نااہل ہیں۔ جو ان کے سپرد کیا گیا ہے۔ سوال:۔ کیا آپ نے بعض علماء کو خاص دعوت نامے بھیجے تھے؟ جواب:۔ یہ دعوت نامے میں نے نہیں بھیجے تھے۔ البتہ محکمہ نے ایسا کیا تھا۔ اور ان پر دستخط میرے تھے۔ سوال:۔ کیا آپ نے میرے نام ایسے دعوت نامے بھیجے؟ جواب:۔ جی ہاں۔ سوال:۔ کیا مجلس مشاورت میں اس سوال پر بحث ہوئی تھی۔ کہ کون سی نایاب کتابیں دوبارہ شائع کی جائیں؟

ج:۔ جی ہاں۔ س:۔ کیا مفردات راغب ان کتابوں میں سے تھی جو از سر نو اشاعت کے لئے تجویز ہوئیں؟ ج:۔ جی ہاں اس کتاب کو شائع کرنے کا فیصلہ ہوا تھا۔ اور اس وقت یہ زیر طبع ہے۔ س:۔ کیا آپ نے مجھ سے مفردات راغب کی ایک جلد مانگی تھی۔ جس پر میں نے حواشے لکھے ہوئے تھے؟ ج:۔ مجھے یاد نہیں۔ س:۔ کیا آپ نے مجھ سے لغات قرآن پر کوئی اور کتاب مانگی تھی؟ ج:۔ میں نے مانگی نہیں تھی۔ بلکہ آپ نے لانے کی پیشکش کی تھی۔ اور میں نے آپ کو لانے کے لئے کہا تھا۔ س:۔ کیا آپ نے کتاب لانے کے لئے میرے ہاں کوئی آدمی بھیجا تھا؟ ج:۔ نہیں آپ خود لائے تھے۔ س:۔ کیا بورڈ میں یہ تجویز پیش کی گئی تھی۔ کہ مفردات راغب کو جدید طریقہ پر شائع کیا جائے؟ ج:۔ یہ تجویز بورڈ میں نہیں بلکہ ایک سب کمیٹی میں پیش کی گئی تھی۔ جس کے آپ بھی رکن تھے۔ س:۔ کیا آپ اس بات کے مشتاق تھے۔ کہ مفردات راغب کی کتاب جو کہ شائع کی جائے؟ ج:۔ جی ہاں۔ جیسا کہ بورڈ کی قرارداد سے صاف ظاہر ہے۔ اسے کسی قسم کے حواشی کے ساتھ شائع نہیں کرنا تھا۔

س:۔ میں آپ سے کہتا ہوں۔ کہ آپ مصر تھے کہ مفردات راغب اپنے حواشی کے ساتھ شائع کروں۔ میں نے ایسا کرنے پر رضامندی ظاہر کی تھی اور ۱۰ روپے فی صفحہ کے حساب سے معاوضہ طلب کیا تھا۔ جو کل کام کے لئے دس ہزار روپے بنتا تھا۔ ج:۔ سید دفتر میری یادداشت کے مطابق اس طرح نہیں ہوا تھا۔ اور اس کی تصدیق مفردات راغب کی اشاعت سے متعلق مسل فائل سے ہو سکتی ہے۔ جس میں حکومت نے میری اس تجویز کو منظور کیا ہوا ہے۔ یہ مولانا داؤد غزنوی کی تجویز سے پہلے کی بات ہے۔

س:۔ آپ کے محکمہ کی کتب کی اشاعت کے لئے کتنا روپیہ منظور ہوا تھا؟ ج:۔ ۱۹۵۲-۵۳ء میں ۳۵ ہزار روپے اس کام کے لئے منظور کئے گئے تھے۔ س:۔ کیا اس رقم کے عوض کوئی کتاب شائع کی گئی تھی؟ ج:۔ جی ہاں۔ مفردات راغب کی اشاعت کا کام شروع کیا گیا تھا۔ اور یہ کتاب زیر طبع تھی۔ جب مجھے گرفتار کیا گیا۔ س:۔ آپ کو محکمہ اسلامیات کا ڈپٹی سیکرٹری مقرر کرنے کا دل سمجھا گیا تھا۔ آپ کے متعلق خیال ہوتا ہے۔ کہ مذہب کا گہرا مطالعہ کیا ہے۔ کیا یہ درست ہے؟ ج:۔ ڈپٹی سیکرٹری کا کام صرف یہ تھا۔ کہ وہ محکمہ کا کام چلانے میں سیکرٹری کی مدد کرے۔ س:۔ آپ کی تعلیم کیا ہے؟

ج:۔ میں پنجاب یونیورسٹی کا گریجویٹ ہوں۔ اور ایل ایل بی تک پڑھا ہوا ہوں۔ مگر میں نے یہ امتحان نہیں دیا تھا۔

س:۔ آپ نے اپنی گواہی میں کہا ہے۔ کہ اسلام کی بنیاد عقیدہ پر ہے۔ اور کہ آپ کوئی ایسا مذہب نہیں جانتے جس کی بنیاد عقیدہ پر نہ ہو۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں۔ کہ سکھ مذہب کا بنیادی عقیدہ کیا ہے؟ ج:۔ یہ کہ حقیقت تک صرف گورو کے ذریعہ پہنچا جا سکتا ہے۔

س:۔ کیا گورو نانک صوفی تھے؟

ج:۔ کسی حد تک۔ س:۔ سکھوں کے اس بنیادی عقیدہ سے قطع نظر سکھ مذہب کے ارکان کیا ہیں؟ ج:۔ پانچ ککے ہیں۔ س:۔ کسی نے کہا ہے۔ کہ مسلمانوں نے اسلام کا سب سے زیادہ حیات بخش حصہ ترک کر دیا تھا۔ اور کئی سال بعد سکھوں نے اسے اپنا لیا۔ کیا یہ صحیح ہے؟

ج:۔ ترک کرنے والی بات تو صحیح ہو سکتی ہے۔ لیکن اپنانے کی بات مشکوک سی نظر آتی ہے۔ س:۔ کیا سکھ مذہب کا بنیادی اصول وہی ہے جسے آپ اجماع کہتے ہیں؟ ج:۔ مجھے معلوم نہیں۔ س:۔ کیا پنتھ اجماع کا صحیح طریقہ ہے؟ ج:۔ پنتھ کا صحیح تصور دین کے ترجمے تو ہو سکتا ہے۔ لیکن اسے اجماع کے متوازی نہیں رکھا جا سکتا۔ س:۔ کیا پنتھ کا مطلب فرقہ نہیں؟

ج:۔ لفظی معنی یہی ہیں۔ س:۔ کیا گورو نانک مسلم صوفی تھے؟ ج:۔ غالباً وہ تھے۔ س:۔ کیا آپ کے نزدیک آج بھی اجماع ممکن ہے؟ ج:۔ جی ہاں۔ س:۔ کیا آپ اجماع کو تبع تابعین تک محدود نہیں رکھتے؟ ج:۔ نہیں۔ مگر موجودہ زمانہ میں اجماع سلف صالحین کے فیصلوں کو سامنے رکھ کر ہو گا۔ اور ان کے تابع ہو گا۔

س:۔ کیا اجماع علاقائی بھی ہوتا ہے؟ ج:۔ جی ہاں۔ س:۔ کیا اجماع "مدینہ" اجماع "بصرہ" اور اجماع "کوفہ" کی اصطلاحات غلط ہیں؟ ج:۔ یہ غلط نہیں۔ س:۔ کیا ان اصطلاحات سے ظاہر نہیں۔ کہ اجماع علاقائی تھا؟ ج:۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ بعض اجماع ایک علاقہ تک محدود رہتے۔ لیکن اگر ان کا فقہ کے قاعدے کے اعتبار سے اطلاق منظور ہو تو اس پر اس زمانے کے اہل الرائے کا کم از کم نظریاتی طور پر اتفاق ضروری ہے۔

س:۔ آپ پاکستان میں یہ اجماع کس طرح رکھتے ہیں؟ ج:۔ سب سے پہلے ایسا ادارہ بنایا جائے جو اہل رائے کے علم وتقویٰ کی قابلیت مقرر کرے۔ اس کے بعد موجودہ پولنگ سسٹم کے مطابق کوئی طریقہ اختیار کرے۔ س:۔ کیا آپ صرف پاکستان کے اہل الرائے کا خیال لیں گے۔ یا دوسرے ملکوں کے اہل الرائے کا بھی۔ ج:۔ اگر پاکستان کا اجماع ہو گا۔ تو صرف پاکستان کے اہل الرائے کا لیکن اگر اجماع تمام امت کا ہو گا۔ تو پھر تمام دنیا سے علماء بلائے جائیں گے۔

س:۔ اگر پاکستان کا اجماع ہو تو اس سے آپ کی کیا مراد ہے؟

ج :- میرا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی ایسے مسئلے کا حل مقصود ہو۔ جو مقامی طور پر حل کیا جا سکتا ہو۔

س :- کونسا اجماع یہ فیصلہ کرے گا۔ کہ فلاں مسئلہ مقامی طور پر حل کیا جا سکتا ہے۔

ج :- پہلے یہ فیصلہ کرنے کے لئے اجماع ہو۔ کہ مسئلہ مقامی ہے یا نہیں۔ س :- اگر مسئلہ یہ ہو۔ کہ احمدی دائرہ اسلام میں ہیں یا نہیں اور اس پر اجماع کی ضرورت ہو تو کونسا اجماع ہونا چاہیئے؟ ج :- مقامی اجماع یعنی ایسا اجماع جو صرف پاکستان تک محدود ہو۔

س :- اجماع قرآن و سنت کے خلاف فیصلہ دے سکتا ہے؟ ج :- ہرگز نہیں۔

س :- کیا اجماع بدعت کی توثیق و تصدیق کر سکتا ہے؟ ج :- جی نہیں۔ س :- کراچی میں آل پاکستان مسلم پارٹیز کنونشن میں جس خیال کا اظہار کیا گیا تھا۔ کہ احمدی اسلام کے دائرہ سے خارج ہیں۔ کیا آپ اسے اجماع سمجھیں گے؟

ج :- مجھے اس سوال کا جواب دینے سے معذور سمجھا جائے۔ کیونکہ میں سرکاری ملازم ہوں۔ گو اور صرف اپنا نقطہ نظر بتا رہا ہے کیونکہ میری سرکاری پوزیشن کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ نہیں یہ اجماع نہیں۔

س :- کیا آپ صوفیوں کے کسی "طریقہ" سے تعلق رکھتے ہیں؟ ج :- جی ہاں۔ میں چشتی ہوں۔

س :- کیا صوفیوں کا فرقہ جو دراصل سنت کے خلاف تھا مگر بعد میں وہ اسلام کا حصہ بن گیا؟

ج :- میرے خیال میں تصوف کبھی سنت کے خلاف نہ تھا۔ درحقیقت اسے سنت سے ہی اخذ کیا گیا۔

س :- کیا آپ مختصر "انسائیکلو پیڈیا آف اسلام" کے صفحہ ۱۵۸ پر ظاہر کئے ہوئے خیال سے متفق ہیں۔ کہ اس وقت کئی لوگ اسلام کے اندر اور اسلام کے باہر اجماع کو اصلاح کا ایک بڑا ذریعہ تصور کرتے ہیں؟ ان لوگوں کا کہنا ہے۔ کہ مسلمان اسلام کو جو شکل چاہیں دے سکتے ہیں؟ ج :- جی نہیں۔ س :- آپ ان لوگوں کے متعلق کیا کہیں گے۔ جو اس سوال کا جواب اثبات میں دیں؟ ج :- یہ سوال کسی مفتی سے کیجئے۔

س :- کیا آپ کے محکمہ اسلامیات نے کوئی ایسی کتاب بھی خریدی۔ جو خصوصی طور پر مشرقی حالات میں اجماع سے متعلق ہو۔ ج :- میرا خیال ہے کہ ہم نے عراق سے کچھ کتابیں منگوائی تھیں۔ جن میں اصول فقہ کی وہ شرح ہے۔ جس کا اطلاق مشرقی حالات پر ہو۔ ہم نے ایک کتاب مصر سے بھی منگوائی ہے۔ س :- کیا آپ نے الاجماع فی الشریعۃ الاسلامیہ کے متعلق کچھ سنا ہے؟ ج :- جی ہاں۔

س :- اگر پاکستان کا اجماع احمدیوں کو کافر قرار دے دے اور دوسرے ملکوں کا اجماع انہیں مسلمانوں کا فرقہ قرار دے تو نتیجہ کیا ہو گا؟

ج :- یہ ایسی مفروضہ صورت حال ہے۔ جو میرے خیال میں کبھی پیدا نہیں ہو گی؟

س :- فرض کر لیجئے کہ ایسا ہو جاتا ہے۔ تو اجماع کے متعلق عقیدہ کی پوزیشن کیا ہو گی؟

ج :- اس پوزیشن کا فیصلہ ان تمام علماء کا اجماع ہی کر سکتا ہے۔ س :- فرض کیجئے۔ کہ دوسرے ملکوں کے علماء اس اجماع میں شریک ہونے سے انکار کر دیتے ہیں۔ اور اپنے اجماع کے فیصلے کے پابند رہتے ہیں پھر؟ ج :- وہ اجماع کے اصول ہی کا انکار کر رہے ہوں گے۔ س :- کیا مسلمان اجماع سے اپنے مذہب کو اپنی مرضی کے مطابق صورت عطا کر سکتے ہیں؟ ج :- نہیں یہ بالکل واضح ہے۔ کہ نہیں کر سکتے۔ س :- کیا آپ اجماع کے متعلق اپنے عقیدہ کو کسی خاص ملک یا علاقائی اجماع کے لئے ترک کر دیں گے؟ ج :- میں نے علاقائی اجماع کا عقیدہ اس معنی میں کبھی بیان نہیں کیا۔ کہ یہ پوری امت کے اجماع کے خلاف چلے میں نے جو کچھ کہا صرف یہ تھا۔ کہ جب اجماع امت کا انتظام ممکن نہ ہو پھر کسی ملک کے فوری اور اہم مسائل کو وقتی طور پر علاقائی اجماع کے ذریعے طے کیا جا سکتا ہے۔

س :- کیا آپ نے یہ نہیں کہا تھا کہ احمدیوں کے مسلمان ہونے یا نہ ہونے کے متعلق پاکستان ہی میں اجماع ہو سکتا ہے؟ ج :- ہاں۔ لیکن میں نے اس سوال میں یہ شرط بھی لگا دی تھی۔ کہ دور حاضر میں یہ اس لئے صحیح ہے۔ کہ پوری امت کے اجماع ہونے کی کوئی صورت مستقبل قریب میں نظر نہیں آتی۔ س :- کیا آپ پھر یہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ جس مسئلہ کے متعلق بھی اجماع کی ضرورت ہو اگر ممکن ہو تو پوری اسلامی دنیا کے اہل الرائے سے استفسار کیا جائے؟ ج :- ہاں آخری سند کے طور پر۔ س :- اجماع اور اجتہاد میں کیا فرق ہے؟ ان کا بنیادی اصول ایک ہی ہے کیا؟

ج :- قیاس کا کسی بالکل نئی صورت حالات پر اطلاق مقصود ہو۔ اور اس بارے میں کوئی نظیر نہ ہو۔ تو اسے اجتہاد کہیں گے۔ اور جب ایک اجتہاد کا خاص خاص مولا اہل الرائے مشترکہ طور پر تسلیم کر لیں تو وہ اجماع بن جائے گا۔

س :- کیا یہ جواب قطعاً غلط نہیں ہے کہ اجماع اور اجتہاد میں فرق یہ ہے۔ اجماع پوری قوم کا نقطۂ نگاہ اور اجتہاد کسی فرد کا نقطۂ نگاہ ہوتا ہے؟ ج :- اجتہاد کسی فرد کے خیال سے شروع ہوتا ہے۔ مگر پوری قوم کی رائے کا اتفاق اس وقت معرض وجود میں آ سکتا ہے جب کوئی اجتہاد وجود ہو۔ جسے کثرت رائے سے منظور یا مسترد کیا جا سکے۔

س :- کیا پاکستان میں مقننہ کی تشکیل کے متعلق تجاویز اجماع کی حیثیت کی ہیں؟ ج :- جی نہیں۔

س :- کیا آپ نے اجماع کے متعلق علامہ اقبال کے نظریات پڑھے ہیں؟ ج :- عرصہ ہوا میں نے پڑھے تھے۔

س :- کیا چشتی آپ کے نام کا جزو ہے؟ یا اس سے طریقہ یا سلسلہ سے آپ کا تعلق ظاہر کرنے کے لئے ہے؟ ج :- میری ذات چشتی ہے۔ اس لئے یہ میرے نام کا جزو بھی ہے۔ اور اس کا بھی نشان ہے جس سے میں متعلق ہوں۔ س :- یہ کس نے کہا ہے۔ کہ چشتی کو اس کا پھینٹے پن دیکھ کر پہچان سکتے ہیں؟ ج :- مجھے معلوم نہیں۔ جب میں کہتا ہوں۔ کہ میں ذات کا چشتی ہوں۔ تو میرا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ میں پاک پٹن کے صوفی کے سلسلہ نسب سے ہوں۔ س :- چشتی خاندان کا کون بانی تھا؟ ج :- خواجہ معین الدین چشتیؒ ——

س :- کیا وہ چشتی خاندان کے بانی تھے؟

ج :- اس ملک میں وہ بانی تھے۔ حالانکہ وہ خواجہ عثمان ہارونی کے مرید تھے۔ جو دراصل چشتی خاندان کے بانی تھے۔ س :- کیا علی احمد صابر، نظام الدین اولیاء، بابا فرید گنج شکر اور بختیار کاکی تمام چشتی تھے؟ ج :- جی ہاں۔ س :- کیا ان کے مزاروں پر ہر سال بے شمار لوگ جمع ہوتے ہیں؟ ج :- جی ہاں۔ س :- وہ کیوں آتے ہیں؟ ج :- روحانی فیوض حاصل کرنے کے لئے۔

س :- کیا ان مزاروں پر لوگ منتیں ماننے کے لئے جمع نہیں ہوتے؟ ج :- ہاں بعض لوگ اسی لئے جمع ہوتے ہیں۔ س :- کیا منت ماننے سے انسان مشرک نہیں ہو جاتا۔ اور دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو جاتا؟ ج :- نہیں۔

س :- کیا آپ اسے غیر اسلامی تصور نہیں کرتے۔ کہ کوئی ان صوفیوں میں سے کسی کے مزار پر آئے۔ اور منت مانگے؟ مثال کے طور پر ایک شخص اپنے جھوٹے مقدمے میں کامیابی اور ایک بانجھ عورت بچے کے لئے دعا مانگے؟

ج :- جھوٹے مقصد کے لئے منت میں غلطی مقصد کی غلطی ہے۔ اور یہ غیر اسلامی ہے۔ لیکن اگر ایک اچھے مقصد کے لئے منت مانی جائے۔ جیسا دوسری مثال سے ظاہر ہے۔ تو اس میں کوئی غیر اسلامی بات نہیں۔ س :- کیا آپ کے طریقہ میں "معتقد" بھی ہوتے ہیں؟ ج :- جی ہاں۔ اس کے لئے صحیح لفظ "مرید" ہے اور ہر طریقے یا صوفیوں کے سلسلے میں مرید کا انتظام ہے۔

س :- کیا مرید کے لئے چلہ ضروری ہوتا ہے؟

ج :- ضروری نہیں۔ س :- کیا چشتیوں میں بھی چلہ کشی کا کوئی طریقہ ہے۔ ج :- جی ہاں۔

س :- کیا جو شخص چلہ کشی کرتا ہے۔ اسے متواتر خواب نظر آتے ہیں؟ ج :- صحیح لفظ مقام ہے خواب نہیں۔ س :- مقام یا خواب جو نام بھی آپ اسے دیں الہام سے کیا اختلاف رکھتا ہے؟ ج :- مقام ایک ایسی روحانی حالت کا اظہار کرتا ہے۔ جو اپنے اندر کچھ پائیداری رکھے۔ اس کے برعکس الہام الٰہی چشمہ سے کوئی پیام ہے۔ جو کسی وقتی جذبہ کے تحت موصول ہو۔ یا ہو سکتا ہے کہ الہام محض جلی ہو بس سالک کسے کہتے ہیں؟

ج :- جو طریقت کے کسی مخصوص نظام کے ذریعے معرفت الٰہی حاصل کرنے کی سعی کرے۔

س :- کیا سالک کو کشف ہوتا ہے؟

ج :- ہاں عین ممکن ہے س :- کیا کشف و الہام ایک ہی چیز کو کہتے ہیں؟ ج :- نہیں۔ س :- تصوف اور رہبانیت میں کیا فرق ہے؟ ج :- رہبانیت ترک دنیا کو کہتے ہیں۔ لیکن تصوف میں دنیوی علائق کو روحانی ارتقاء کے تابع کرنے کا مطالبہ پوشیدہ ہے۔

س :- کیا چشتیوں میں کوئی راہب ہوتے ہیں؟

ج :- نہیں۔ س :- کیا چشتیوں میں کوئی زاہد مرتاض ہوتے ہیں؟ ج :- ریاضت والا زہد چونکہ اسلام میں ممنوع ہے۔ اس لئے ایسے شخص کو طریقہ چشتیہ کا پیر نہیں سمجھا جا سکتا۔ س :- کیا چشتی ذکر کرتے ہیں؟ ج :- ہاں۔ س :- کیا ایسے چشتی بھی ہیں۔ زندگی میں

جن کا مقصد ہی ذکر ہے؟ ج:- بعض مجذوب ایسے ضرور ہوں گے۔ س:- کیا تصوف ہندو یوگ کی ایک صورت ہے؟ ج:- نہیں۔ س:- کیا دونوں میں کوئی چیز ایک دوسرے کے متوازی ہے؟ ج:- بعض پہلوؤں سے ان میں مناسبت ہے۔ س:- کیا چشتی قوالی کرتے ہیں؟ ج:- ہاں۔

س:- کیا چشتی ان محفلوں میں رقص بھی دیکھتے ہیں؟ ج:- وجد کا ذکر کرنے کے لئے رقص صحیح لفظ نہیں ہے۔ س:- رقص کے متعلق بتلیئے؟ ج:- تصوف میں یہ لفظ ایک اصطلاح ہے اور اپنے اصلی معنی میں استعمال نہیں ہوتا۔ س:- کیا یہ حقیقت ہے کہ پاک و ہند برصغیر میں چشتی درگاہوں کے مجاور ہر سال لاکھوں روپیہ جمع کر لیتے ہیں؟ ج:- غالباً یہ حقیقت ہے۔ س:- کیا جس طریقے سے یہ روپیہ جمع ہوتا ہے۔ اس میں کوئی خرابی ہے؟ ج:- ہاں یہ سراسر غلط ہے۔ (باقی)

شدھی کی تحریک تیز کرنے کے متعلق ہندو مہاسبھا کا اعلان

نئی دہلی ۱۳ دسمبر: آل انڈیا ہندو مہاسبھا کے صدر مسٹر این سی چیٹرجی نے بھارت کے ہندوؤں پر زور دیا ہے کہ شدھی کا کام سنجیدگی سے کیا جائے۔ انہوں نے یہاں شدھی کمیٹی میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ بھارت کی قومیت ایک بہت بڑا خطرہ ہے۔ بےشمار مبلغین بھارت میں غیر ہندو مذہبوں کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ بھارت میں ہندوؤں کے مذہب تبدیل کر کے دوسرے مذہب میں جانا دوسرا خطرہ ہے۔ کیونکہ اس سے نہ صرف ہندو سوسائٹی کمزور ہو گی۔ بلکہ مذہب تبدیل کرنے والے بھارت کی وفاداری ترک کر کے دوسرے ملکوں کے وفادار بن جائیں گے۔ آج بھارت میں تقریباً ساڑھے تین کروڑ مسلمان آباد ہیں۔ اور ہر مسلمان اپنے آپ کو مذہب اسلام کا مبلغ سمجھتا ہے۔ مسٹر چیٹرجی نے کہا۔ کہ آریہ دھرم ایک تبلیغی مذہب ہے۔ ہندوؤں کو چاہیئے۔ کہ وہ آریائی روحانیت سے دنیا کو فتح کریں۔ آریہ سماج۔ مہاسبھا۔ اور دوسرے ہندو اداروں کو چاہیئے۔ کہ وہ ہندو ازم کا پیغام دنیا کے کونے کونے میں پہنچانے کے لئے ایک جماعت تیار کریں۔

گورنر جنرل پاکستان آج مشرقی بنگال کے دورے پر روانہ ہونگے

کراچی ۱۴ دسمبر- گورنر جنرل پاکستان مسٹر غلام محمد آج سہ پہر اپنے ذاتی عملے کے ساتھ مشرقی بنگال کے دس دن کے دورہ پر روانہ ہوں گے۔ وہ رات لاہور میں گذاریں گے۔ اور کل بذریعہ طیارہ ڈھاکہ روانہ ہو جائیں گے۔ راستے میں چند گھنٹے لکھنؤ میں قیام کریں گے۔ اور وہاں سے ۳۵ میل کے فاصلہ پر دیواہ شریف میں حضرت وارث علی شاہ کے عرس میں شرکت کرنے جائیں گے۔

معلوم ہوا ہے۔ بھارت میں پاکستانی ہائی کمشنر راجہ غضنفر علی خان آج شام بذریعہ ٹرین لکھنؤ روانہ ہو گئے۔ جہاں وہ گورنر جنرل پاکستان مسٹر غلام محمد کا استقبال کریں گے۔ گورنر جنرل پاکستان ۱۵ دسمبر کی صبح کو لکھنؤ پہنچیں گے اور اپنے پیر حضرت وارث علی شاہ کے مزار پر فاتحہ پڑھنے ضلع بارہ بنکی تشریف لے جائیں گے۔ مسٹر غضنفر علی خان بھی ان کے ہمراہ ہوں گے۔ گورنر جنرل ۱۵ دسمبر کی سہ پہر کو ہی پٹنہ روانہ ہوں گے۔ اور وہاں مختصر قیام کر کے ڈھاکہ چلے جائیں گے۔ مسٹر غضنفر علی خان ۱۷ دسمبر کو دہلی واپس پہنچ جائیں گے۔

ڈاکٹر مصدق کے مقدمہ کی سماعت

فوجی عدالت کی دوسری جگہ منتقلی

تہران ۱۳ دسمبر- ایران کے سابق وزیر اعظم ڈاکٹر محمد مصدق کے خلاف مقدمہ چلانے والی فوجی عدالت نے موجودہ کمرہ عدالت سے تہران کے نواح میں آفیسرز کلب قصر کے ایک کمرہ میں منتقل ہو جانے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ کمرہ سابقہ کمرے سے کچھ وسیع اور زیادہ گرم ہے۔ ڈاکٹر محمد مصدق کو کل انجینئرز کلب میں منتقل کر دیا گیا ہے۔

حکومت مصر نے برطانیہ سے اپنے سفیر کو مشورہ کے لئے طلب کیا

لندن ۱۳ دسمبر- مصر کے سفیر متعینہ برطانیہ عبدالرحمن حقی کو حکومت مصر نے مشورہ کے لئے طلب کیا ہے۔ مسٹر حقی بدھ کو لندن سے بذریعہ ہوائی جہاز قاہرہ روانہ ہوں گے۔ اور روانگی سے قبل وہ برطانوی وزیر خارجہ مسٹر ایڈن سے ملاقات کریں گے۔

بونڈڈ کی مزید چوبیس اشیاء پر کنٹرول

کراچی ۱۳ دسمبر- حکومت پاکستان کے ڈائریکٹر آف ٹیکسٹائل نے ایک اعلان کے ذریعہ بونڈڈ کی ان اشیاء کی فہرست میں مزید چوبیس اشیاء . . . . کا اضافہ کر دیا ہے جن کی قیمتوں پر مئی ۱۹۵۳ء میں کنٹرول کیا گیا تھا۔ ان اشیاء میں دس برطانیہ آٹھ جاپان۔ تین بھارت دو مصر اور ایک اٹلی کی بنی ہوئی اشیاء شامل ہیں۔

ڈھاکہ ۱۴ دسمبر- پیر صاحب زکوڑی شریف عوامی لیگ کا پروپیگنڈہ کرنے کیلئے یہاں پہنچ گئے ہیں۔

امریکی گیہوں کی قیمت سے ترقی کے منصوبوں کا فنڈ

کراچی ۱۳ دسمبر- معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت پاکستان سات لاکھ ٹن امریکی گیہوں میں سے چار لاکھ نوے ہزار ٹن گیہوں کی قیمت سے ترقی کے منصوبوں کا ایک فنڈ قائم کر رہی ہے۔ واضح رہے کہ بقیہ دو لاکھ دس ہزار ٹن گیہوں نادار عوام میں مفت تقسیم کیا جا رہا ہے۔ گیہوں کی قیمت کی جو رقم جمع کی جا رہی ہے۔ اس سے ملک میں مختلف زرعی اور صنعتی منصوبوں کو عملی جامہ پہنایا جائے گا جن میں آب پاشی۔ پن بجلی سیلاب کی روک تھام کے انتظامات۔ بنجر زمین کو زیر کاشت لانے اور ملک میں حمل و نقل کے بہتر انتظامات قائم کرنے کے منصوبے شامل ہیں۔ واضح رہے۔ کہ امریکہ نے پاکستان کے لئے سات لاکھ ٹن گیہوں کی جو امداد منظور کی تھی اس میں سے تقریباً نصف گیہوں اب تک پاکستان پہنچ چکا ہے۔ اور بقیہ گیہوں بھی آئندہ دو تین ماہ کے اندر اندر پہنچ جائے گا۔

بقیہ صفحہ اوّل

کی تربیت کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے وہاں مجالس خدام الاحمدیہ قائم ہیں۔ اور نوجوان ذوق شوق سے دینی مشاغل میں حصہ لیتے ہیں۔ آخر میں آپ نے وہاں کی جماعت کے لئے دعا کی درخواست کی۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کی مشکلات کو دور کرتے ہوئے ان کے جذبۂ استقامت کو دوام بخشے۔ اور دینی، فلاح میں انہیں روزافزوں ترقی سے نوازے آمین

اس سے قبل مبلغ سلسلہ مکرم مولوی عبدالمالک خان صاحب نے جماعت احمدیہ کراچی کی طرف سے آپ کی کامیاب مراجعت پر آپ کو خوش آمدید کہا۔ اور خدمت دین کو اللہ تعالیٰ کا ایک بڑا فضل قرار دیتے ہوئے اس امر پر خوشی کا اظہار کیا کہ مکرم شاہ صاحب اُن خوش نصیب لوگوں میں سے ہیں کہ جنہیں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہنے اور خدمات دینیہ بجا لانے کی توفیق ملی ہے۔ مکرم شاہ صاحب کی جوابی تقریر کے بعد یہ مبارک تقریب دعا پر ختم ہوئی۔

امریکہ سے مبینہ فوجی معاہدے کے بارے میں پاکستانی ہائی کمشنر سے نہرو کی بات چیت

نئی دہلی ۱۳ دسمبر- معلوم ہوا ہے کہ بھارت کے وزیر اعظم پنڈت نہرو نے آج وزیر اعظم پاکستان مسٹر محمد علی کو ایک خط بھیجا ہے۔ یہ مسٹر محمد علی کے اس خط کا جواب ہے جو ۱۰ دسمبر کو پاکستانی کونسل مسٹر اقبال اختر نے بھارت کے دفتر خارجہ میں آکر دیا تھا۔ کہا جاتا ہے۔ کہ مسٹر محمد علی کا یہ خط پنڈت نہرو کے اس خط کا جواب تھا۔ جو انہوں نے پاکستان اور امریکہ کے مبینہ فوجی معاہدے کے بارے میں بھیجا تھا۔

نئی دہلی میں مبصروں کا بیان ہے کہ پنڈت نہرو نے مسٹر محمد علی کا خط پڑھنے کے بعد ہی آج پہلی مرتبہ اپنی کلکتہ کی تقریر میں بتایا۔ کہ پاکستانی لیڈر کہتے ہیں کہ فوجی معاہدہ کی خبریں صحیح نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا۔ کہ مجھے پاکستانی لیڈروں کی اس بات سے خوشی ہوئی۔ لیکن پنڈت نہرو نے اس کے ساتھ یہ بھی کہا۔ کہ ہمیں محتاط رہنا ہے۔ اور گہری نظر سے جائزہ لینا ہے۔

دمشق ۱۳ دسمبر- آج دمشق یونیورسٹی کے طلباء نے شدید مظاہرہ کیا۔ پولیس نے مظاہرین کو منتشر کرنے کے لئے اشک آور گیس کے بم پھینکے یونیورسٹی کے پھاٹکوں میں سے طلباء نے پولیس پر پتھر برسائے۔ گڑبڑ صرف یونیورسٹی کے احاطے تک محدود رہی۔ شہر میں کوئی ناگوار حادثہ پیش نہیں آیا۔

حضرت قاضی عبدالرحیم صاحب رضی اللہ عنہ

(بقیہ صفحہ ۴)

قبر کی تیاری کے متعلق ہدایات دیتے ہوئے دیکھا۔ تو انہوں نے یقین کیا۔ کہ یہ خواب ہمارے والد صاحب کے متعلق ہی تھی۔ اس عاجز کو بھی اس جگہ اللہ تعالیٰ نے ان کی وفات سے قبل ان کے حسن انجام کے متعدد نظارے دکھلائے تھے ہم اس کے اس احسان کا شکر بجا نہیں لا سکتے۔ اس کی رضا پر ہر حال صابر و شاکر ہیں۔ ان کے وجود میں جو ایک لامتناہی سلسلہ دعاؤں کا ہمارے لئے جاری تھا۔ وہ منقطع ہو چکا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم کرے اور اپنے مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس ایک اور بجھ جانے والی شمع کو اپنی آغوش رحمت و مغفرت میں لے لے۔ آمین۔ خاکسار قاضی عبدالسلام بھٹی (ایجوکیشن آفیسر) پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ نیروبی۔ مشرقی افریقہ

(بقیہ صفحہ ۳)

علیہ وعلیٰ اسحٰق ومن ذریتھما محسن و ظالم لنفسہ مبین۔ (صٰفٰت ع ۳)

ان آیات میں پہلے یہ بتایا کہ ذبیح غلام حلیم ہے۔ اور اس کے بعد اسحٰق کی بشارت دی ہے۔ اور قرآن مجید کی دوسری جگہوں میں حضرت اسحٰق کو غلام علیم قرار دیا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک تیسری بیوی قطورہ تھیں جن سے چھ بیٹے پیدا ہوئے یہ سب بنی قطورہ کہلاتے ہیں۔ ان چھ میں سے ایک مدین تھے۔ جن کی اولاد نے اپنے باپ کے نام پر ایک بستی مدین آباد کی۔ اور یہ اصحاب مدین کہلائے۔ اور ان میں سے ایک کے بیٹے وداں کی نسل اصحاب الایکہ کہلائی۔ قرآن مجید میں ان دونوں کا ذکر آتا ہے۔ (باقی)